سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

(جمعتہ المبارک 12، منگل 16، جمعتہ المبارک 19، سوموار 22، منگل 23۔دسمبر 2014)

(یوم الجمع 19، یوم الثلاثہ 23، یوم الجمع 26، یوم الاثنین 29، یوم الثلاثہ 30۔صفر المظفر 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: گیارھواں اجلاس

جلد 11 (حصہ دوم): شمارہ جات : 6 تا 10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

گیارہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،12۔دسمبر2014

جلد 11:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	-----------	407
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	409
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	410
	سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)		
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	-----------	411
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	448
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	-----------	469

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
7۔	بڑھتی ہوئی آبادی سے بے روزگاری اور مسائل میں اضافہ ------------	475
8۔	سزائے موت کے قیدیوں کی پھانسی پر پابندی کی وجہ سے جیلوں کے مسائل میں اضافہ ------------	478
9۔	انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور بورڈ کی جانب سے خریدے گئے کاغذ میں کروڑوں روپے کی خُورد بُرد کا انکشاف ------------	478
10۔	ایل ٹی سی کے سپیشل سکواڈ اوور چارجنگ کو روکنے میں ناکام ------------	480
11۔	جھنگ میں تعمیر ہونے والی سڑک میں ناقص مٹیریل کا استعمال ------------	481
12۔	گجرات کے شہر ڈنگہ میں ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن ملتوی کرنا ------------	482
13۔	پرائیویٹ یونیورسٹیز کے میڈیکل کالجوں میں فیسوں کی زیادتی ------------	483
14۔	سرکاری اراضی کو لیز پر نہ دے کر قومی خزانے کو نقصان پہنچانا ------------	484
15۔	پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں دس فیصد مستحق اور غریب بچوں کو مفت تعلیم کی حکومتی شرط کو پی پی ایس ایم اے کے صدر کا یکسر مسترد کرنا ------------	485
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
16۔	پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ بابت سال 13-2012 پر عام بحث ------------	488
	سوموار، 15۔دسمبر 2014	
	پریس ریلیز	
17۔	ناگزیز حالات کی بناء پر اسمبلی اجلاس مورخہ 15۔دسمبر 2014 کی بجائے 16۔دسمبر 2014 تک ملتوی کیا گیا ------------	509

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،16۔دسمبر2014	
	جلد 11:شمارہ 7	
18۔	ایجنڈا -----------	513
19۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	515
20۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	516
	قرارداد	
21۔	سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے طلباء اور اساتذہ کے لئے رنج و غم کا اظہار -----------	517
	نوٹ: (بوجہ سانحہ پشاور وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے)	
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری)	
22۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات -----------	518
	جمعتہ المبارک،19۔دسمبر2014	
	جلد 11:شمارہ 8	
23۔	جناب قائم سپیکر کا بطور ڈپٹی سپیکر اعلامیہ -----------	549
24۔	ایجنڈا -----------	551
25۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	553
26۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	554
	تعزیت	
27۔	سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے طلباء و اساتذہ کے لئے دعائے مغفرت -----------	555
28۔	قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	556
	بحث	
29۔	سانحہ پشاور پر عام بحث -----------	556

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،22۔دسمبر2014	
	جلد 11:شمارہ 9	
30۔	ایجنڈا ------------	577
31۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	579
32۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	580
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
33۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	581
34۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	615
35۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	633
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
36۔	مسودہ قانون پاکستان کڈنی اینڈ لیور انسٹیٹیوٹ اینڈ ریسرچ سنٹر 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	648
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
37۔	مسودہ قانون امتناع شیشہ سموکنگ پنجاب 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	648
	توجہ دلاؤ نوٹس	
38۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا) ------------	649
	تحاریک استحقاق	
39۔	ریجنل منیجر سوئی گیس سرگودھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ ------------	650
	تحاریک التوائے کار	
40۔	پنجاب یونیورسٹی کی خواتین کھلاڑیوں کو قوت بڑھانے کے لئے ممنوعہ ادویات کے استعمال کے سکینڈل کا انکشاف (۔۔۔جاری) ------------	651

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
41۔	چنیوٹ جھنگ روڈ پر واقع سرکل نمبر 2 میں تعمیر شدہ رہائشیں، شوروم اور ورکشاپس بغیر پیشگی اطلاع و نوٹس مسمار کرنا (۔۔۔جاری) ------------	652
42۔	سزائے موت کے قیدیوں کی پھانسی پر پابندی کی وجہ سے جیلوں کے مسائل میں اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	654
43۔	سرکاری اراضی کو لیز پر نہ دے کر قومی خزانے کو نقصان پہنچانا (۔۔۔جاری) ------------	655
44۔	منرل واٹر کی اکیس فیکٹریوں کے پانی کو مضر صحت قرار دیا جانا ------------	656
45۔	خوشاب روڈ سرگودھا کی متعدد مارکیٹوں اور کالونیوں میں ایل پی جی کی جاری ری فلنگ سے بڑا حادثہ پیش آنے کا خدشہ ------------	657
46۔	لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کرایوں میں کمی کے اعلامیہ پر عملدرآمد کروانے میں ناکام ------------	658
47۔	مین ہولز میں گر کر جاں بحق ہونے والے بچوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ------------	659
48۔	پنجاب ایجوکیشن کمیشن کی جانب سے آٹھویں جماعت کے سالانہ امتحانات میں نصاب کے آٹھ مضامین کی بجائے پانچ مضامین شامل کرنے سے طالبعلموں اور والدین میں بے یقینی اور مایوسی کا پایا جانا ------------	660
	منگل، 23۔دسمبر 2014	
	جلد 11: شمارہ 10	
49۔	ایجنڈا ------------	665
50۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	667
51۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	668
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
52۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	669
53۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	689
54۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	702

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
55۔	مسودہ قانون NUR انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور، مسودہ قانون نصاب تعلیم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب اور مسودہ قانون ہائر ایجوکیشن پنجاب 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	710
56۔	تحاریک استحقاق بابت سال 14-2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	712
57۔	ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	713
	تحاریک التوائے کار	
58۔	پنجاب میں میٹرک اور انٹر میڈیٹ کے امتحانی پیپروں کی غیر معیاری مارکنگ سے طلباء وطالبات کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	715
59۔	مستحقین کو زکوٰۃ فنڈ کی رقم غیر ملکی ٹیلی نار کمپنی کے ذریعے پہنچانے سے کمپنی کو مالی فائدہ پہنچانے کی کوشش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	716
60۔	حکومتی ہدایات کے باوجود تعلیمی اداروں میں سکیورٹی کے ناکافی انتظامات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	718
	پوائنٹ آف آرڈر	
61۔	پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم ہونے کے باوجود پی آئی اے کا عمرہ کے کرایوں میں مزید اضافہ کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	720
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
62۔	75 سالہ ریٹائرڈ ملازمین کی مکمل پنشن بحال کرنے کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	721
63۔	کم عمری کی شادی کی روک تھام کے لئے مؤثر قانون سازی کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	724
64۔	اسلامی نظریاتی کونسل کے مراسلہ پر فوری عملدرآمد کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	729

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
65۔	صوبہ میں تمام تعلیمی اداروں میں ڈسپنسری کی سہولت کو لازمی قرار دینے کا مطالبہ ------------	730
66۔	میڈیکل کالج میں بوقت داخلہ طالبات سے پانچ سال لازمی سروس کا بیان حلفی لینے کا مطالبہ ------------	732
67۔	انڈکس	

407

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 12۔دسمبر 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ بابت سال 13-2012 پر بحث

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ بابت سال 13-2012 پر ایوان میں بحث کی جائے۔

409

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،12۔دسمبر 2014

(یوم الجمع،19۔صفر المظفر 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر 55منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ﴿٢﴾ وَالَّذِي قَدَّرَ
فَهَدَى ﴿٣﴾ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى ﴿٥﴾
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى ﴿٦﴾ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَمَا يَخْفَى ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى ﴿٩﴾

سورة الأعلىٰ آيات 1 تا 9

(اے پیغمبر) اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1) جس نے (انسان کو) بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا(2) اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا (پھر اس کو) رستہ بتایا(3) اور جس نے چارہ اگایا(4) پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5) ہم تمہیں پڑھادیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے(6) مگر جو اللہ چاہے۔ وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7) ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے(8) سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو(9)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
انہیں خلق کر کے نازاں ہوا خود ہی دستِ قدرت
کوئی شاہکار ایسا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کسی وہم نے صدا دی کوئی آپ کا مماثل
تو یقین پُکار اُٹھا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
میرے دامن طلب کو ہے انہی کے دَر سے نسبت
کسی اور سے یہ رشتہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات مال و کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال نمبر 1186 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1227 بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1567 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعرات 20۔مارچ 2014 کے ایجنڈے سے زیر التواء سوال)

فیصل آباد: تحصیلدار و نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1567: میاں طاہر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل فیصل آباد میں اس وقت کتنے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں اور کس کس ونگ / شعبہ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس تحصیل میں اس کیٹیگری کی کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) اس وقت ان اسامیوں پر کون کون سے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، پتا جات، ڈومیسائل اور عرصہ تعیناتی متعلقہ تحصیل کا بتائیں؟

(د) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر کہاں کہاں انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس تحصیل میں تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات ان ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چوہدری زاہد اکرم):

(الف) تحصیل فیصل آباد میں اس وقت صرف ایک تحصیلدار بطور تحصیلدار سٹی فیصل آباد کام کر رہا ہے جبکہ تحصیل فیصل آباد صدر کی سیٹ خالی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق چھ نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں اور محکمہ ریونیو میں ہی اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔

(ب) اس وقت تحصیل فیصل آباد میں اس کیٹیگری کی دو اسامیاں ہیں ان میں سے ایک اسامی پر تحصیلدار بطور تحصیلدار سٹی کام کر رہا ہے جبکہ ایک اسامی تحصیل فیصل آباد صدر خالی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق نائب تحصیلداران کی آٹھ اسامیاں ہیں اس وقت تحصیل فیصل آباد سٹی میں نائب تحصیلدار کی ایک اسامی اور تحصیل فیصل آباد صدر میں ایک اسامی خالی ہے۔

(ج) اس وقت مجاہد ضیاء تحصیلدار بطور تحصیلدار فیصل آباد سٹی مورخہ 2013-09-12 سے کام کر رہا ہے جس کا ڈومیسائل لاہور کا ہے اور پتا مندرجہ ذیل ہے:
بالمقابل پولیس سٹیشن گوالمنڈی لاہور
جبکہ ایک اسامی تحصیل فیصل آباد صدر خالی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق نائب تحصیلدار تحصیل سٹی و صدر میں چھ ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت کسی تحصیلدار کے خلاف کسی بناء پر کہیں بھی کوئی انکوائری نہ چل رہی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق جملہ نائب تحصیلداران کے خلاف بھی کوئی انکوائری نہ ہے۔

(ہ) تحصیلدار فیصل آباد سٹی کی تعیناتی 2013-09-12 کو ہوئی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق جملہ نائب تحصیلدار صاحبان کی تعیناتی 2013 میں کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ "تحصیل فیصل آباد میں اس وقت صرف ایک تحصیلدار بطور تحصیلدار سٹی کام کر رہا ہے جبکہ تحصیل فیصل آباد صدر کی سیٹ خالی ہے تو میری آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری سے گزارش ہے کہ تحصیلدار سٹی اور صدر کا چارج ایک ہی آدمی کے پاس کیوں ہے؟ فیصل آباد 80 لاکھ آبادی کا شہر ہے۔ لوگ اپنے کام کے حوالے سے در بدر کی

ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں لیکن پٹواری حضرات بات سننے کو تیار نہیں تو کیا پنجاب میں کوئی قابل تحصیلدار نہیں جو فیصل آباد میں تعینات کیا جاسکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس وقت تحصیل فیصل آباد سٹی میں محمد یحییٰ تحصیلدار اور صدر میں شیر محمد خان تحصیلدار کام کر رہے ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ بڑی غلط بیانی کی جا رہی ہے۔ جواب میں لکھا گیا ہے کہ "تحصیل فیصل آباد میں اس وقت صرف ایک تحصیلدار بطور تحصیلدار سٹی کام کر رہا ہے جبکہ تحصیل فیصل آباد صدر کی سیٹ خالی پڑی ہے" پارلیمانی سیکرٹری ایوان میں بتا رہے ہیں کہ شیر محمد خان صدر میں بطور تحصیلدار کام کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بات یہ ہے کہ آپ نے یہ سوال 25۔ جولائی 2013 میں دیا تھا اور اب 2014 بھی ختم ہونے والا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری latest and update position بتا رہے ہیں۔ اب یہ اسامی fill کر لی گئی ہو گی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اب بھی وہاں پر نائب تحصیلدار کو تعینات کیا گیا ہے جبکہ فیصل آباد کی تحصیل تاندلیانوالہ میں کوئی تحصیلدار نہیں لگایا گیا۔ اسی طرح جڑانوالہ تحصیل نہ صرف فیصل آباد بلکہ صوبہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے وہاں پر بھی کوئی تحصیلدار تعینات نہیں کیا گیا۔ چک جھمرہ میں بھی کوئی تحصیلدار تعینات نہیں ہے۔ جب اسامیاں create کی گئی ہیں تو پھر وہاں پر بندے کیوں تعینات نہیں کئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہ سوال پچھلے اجلاس میں pending کیا گیا تھا۔ اس میں latest صورتحال یہ ہے کہ محمد یحییٰ تحصیلدار سٹی فیصل آباد میں کام کر رہے ہیں اور شیر محمد خان صدر فیصل آباد میں بطور تحصیلدار دار تعینات ہے۔ نائب تحصیلداروں کے حوالے سے میں معزز ممبر کو پوری فہرست دے دیتا ہوں۔ رائے سرفراز خان، ارشاد علی خان، طارق محمود گل، میاں نعیم، جان نثار اور محمد ارشد بطور نائب تحصیلدار فیصل آباد میں تعینات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ہمارے پاس یہ جواب نہیں ہے۔ آپ نے یہ latest and up-to-date جواب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع نہیں کروایا۔ آپ کو یہ جواب اسمبلی سیکرٹریٹ

میں بھی لازماً بھیجنا چاہئے تھا۔یہ تفصیل آپ کے پاس تو موجود ہے لیکن مجھے اور نہ ہی معزز ممبر کو یہ تفصیل مہیا کی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!آپ اس سوال کو pendingفرمادیں میں یہ تفصیل آپ، معزز ممبراوراسمبلی سیکرٹریٹ کوفراہم کردوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:کیوں pendingکردیں؟اس سوال کوڈیڑھ سال کاعرصہ ہوگیاہے۔پہلے بھی یہ سوالpendingکیاگیاہے۔کیاہر دفعہ اس کوpendingکرتے جائیں؟یہ کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!پرسوں جب محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات تھے تو دو سوالوں کے جوابات غائب تھے اوراب بھی یہی صورتحال ہے۔آپ ایوان کے Custodianہیں اور میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس وقت ایوان میں ایک بھی وزیر موجود نہیں۔باقی حاضری کو تو میں چھوڑتاہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:دیکھیں،وہ دوسری بات ہے۔جس محکمہ سے متعلق آج کے سوالات ہیں اس کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں اور وہ جواب دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں گزارش کروں گا کہ وزیراعلیٰ صاحب تک یہ بات پہنچائی جائے کہ وزراء صاحبان کی ایوان میں حاضری نہ ہونے کے برابر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ایسانہیں ہے۔وزراء صاحبان روزیہاں موجود ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہاں پر کوئی نہیں ہوتا۔دو چار وزیرآجاتے ہیں باقی کسی کواس ایوان کی پروانہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹروسیم اختر صاحب!آپ تشریف رکھیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس سوال کی جو تفصیل آپ کے پاس موجود ہے وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھی بھجوائی جانی چاہئے تھی۔ہمارے پاس تو اس کا جواب نہیں ہے۔میں آپ سے کہہ رہاہوں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندرinquiryکر کے ہمیں بتائیں کہ اس کا جواب اسمبلی سیکرٹریٹ میں کیوں جمع نہیں کروایا گیا؟جن متعلقہ افسران نے یہ کوتاہی کی ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے اوراس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔اس سوال کو pendingکیاجاتاہے۔اس کیinquiry reportآنے دیں پھر ہم اس پر بات کریں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! فیصل آباد 80 لاکھ آبادی کا شہر ہے۔ وہاں پر تحصیلدار کی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور کچھ لوگوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وہاں پر تحصیلدار تعینات کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب! میں نے پارلیمانی سیکرٹری سے کہہ دیا ہے کہ وہ اس سوال کا تفصیلی جواب دیں اور ایک ہفتے کے اندر اندر inquiry کر کے رپورٹ پیش کریں۔

میاں طاہر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال چودھری افتخار حسین چھچھر کا ہے۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3254 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعرات 20۔مارچ 2014 کے ایجنڈے سے زیر التواء سوال)

ضلع اوکاڑہ: مالکانہ حقوق دینے کی تفصیلات

*3254: چودھری افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں جناح آبادی سکیم کے تحت گاؤں ہذا کے تمام لوگوں کو مالکانہ حقوق کی اسناد جاری کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کے تمام لوگوں کو فرد ملکیت بھی جاری کی گئیں، جن لوگوں کو حقوق ملکیت اور اسناد جاری کی گئیں ان کے نام، ولدیت بتائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق جاری کردہ فرد ملکیت، اسناد دینے کے باوجود ان لوگوں کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں چک فیض آباد کے تمام لوگوں کو جاری کردہ اسناد حقوق ملکیت پر متعلقہ پٹواری، تحصیلدار اور اے سی کے ذریعے عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) یہ درست ہے کہ موضع فیض آباد داخلی کھولے مریدے کے تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں جناح آبادی سکیم کے تحت 60 مستحق افراد کو مالکانہ حقوق کی اسناد جاری کی گئی تھیں۔ آبادی چک فیض آباد کھولے مریدے کے کی اضافی آبادی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ تمام لوگوں کو اسناد ملکیت جاری کی گئیں تھیں بلکہ صرف 60 مستحق افراد کو مالکانہ حقوق کی اسناد جاری کی گئی تھیں۔ان کے نام،ولدیت و دیگر کوائف کی فہرست علیحدہ مرتب کردہ شامل ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مستحق افراد کو اسناد جاری کی گئی تھیں کیونکہ چک کھولے مریدے کے پاکستان ہندوستان کے بارڈر بیلٹ کے پانچ میل کے اندر واقع ہے اس لئے بموجب ہدایت بورڈ آف ریونیو پنجاب مراسلہ نمبری H(1)-936/88-1982 مورخہ 14-09-1988 بارڈر ایریا کمیٹی کی منظوری (بوساطت ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع) حاصل کرنا ضروری ہے۔منظوری حاصل کرنے کے بعد ملکیت کا اندراج رجسٹر حقداران زمین میں ہو سکے گا۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے بغیر منظوری بارڈر ایریا کمیٹی متعلقہ ریونیو عملہ رجسٹر حقداران زمین میں اندراج کرنے کا مجاز نہ ہے۔بارڈر ایریا کمیٹی کی منظوری حاصل کرنے کے لئے حکام بالا کو تحریر کر دیا ہے۔منظوری آنے پر رجسٹر حقداران زمین میں اندراج اور متعلقہ افراد مالکان قرار پائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز (د) یہ تھا کہ "اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں چک فیض آباد کے تمام لوگوں کو جاری کردہ اسناد حقوق ملکیت پر متعلقہ پٹواری، تحصیلدار اور اے سی کے ذریعے عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں"؟ محکمہ نے میرے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ "جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے بغیر منظوری بارڈر ایریا کمیٹی متعلقہ ریونیو عملہ رجسٹر حقداران زمین میں اندراج کرنے کا مجاز نہ ہے"۔اس جواب میں معزز ایوان اور میرے ساتھ بھی غلط بیانی کی گئی ہے۔میرے پاس ایک letter موجود ہے جس میں Border Area Committee نے لکھا ہے کہ:

It is intimated that as per Border Area Committee record Mouza Khulay Muriday kay, Faizabad, Tehsil Depalpur does not fall in the Border Area Committee.

جناب سپیکر! اسی طرح کا ایک similar Question No. 3422 ہے اُس سوال میں اس کا جواب بالکل اُلٹ دیا گیا ہے۔میں اس پر explanation چاہوں گا۔میرا مؤقف یہ ہے کہ اس

معزز ایوان اور میرے ساتھ غلط بیانی کی گئی ہے کیونکہ میرے سوال اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کے سوال نمبر 3422 کا جواب ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ہم اس معاملہ کی inquiry کرکے رپورٹ آپ کو پیش کریں گے اور ان کے خلاف action لیا جائے گا۔ یہی سوال last session میں pending ہوا تھا اور same question دوبارہ put ہوا ہے۔ زیر غور سوال کے جواب میں جز (الف) میں جو 60 مستحق افراد لکھا ہوا ہے یہ clerical mistake ہے کیونکہ یہ 59 لوگ ہیں ان کو حقوق ملکیت جاری کر دیئے گئے ہیں جن کی computerized list میرے پاس موجود ہے جو میں معزز ایوان کو پیش کر دیتا ہوں۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میرا اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا same question ہے لیکن دونوں کے جواب مختلف دے کر اس ایوان کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چھچھر صاحب! آپ کے پاس جو لیٹر ہے وہ مجھے بھجوا دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر (چودھری افتخار حسین چھچھر) نے جناب قائم مقام سپیکر کو Border Area Committee کے letter کی کاپی بھجوائی)

جی، یہ Chairman Border Area Committee (Hamid Mehmood Dar) کا دستخط شدہ letter ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ:

Faizabad (Tehsil Depalpur) does not fall in the Border Belt Area.

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! یہ letter میرے سوال کے حوالے سے لکھا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ Border Area Committee میں fall نہیں کرتا۔ یہ question, last time بھی pending کروایا گیا تھا اس کے باوجود یہ آج کے دن تک بالکل غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس سوال کے حوالے سے میری request ہے کہ میں اس کی inquiry کرا لیتا ہوں اور اُس کے بعد چودھری افتخار حسین چھچھر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کا حل نکال لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں سوال نمبر 3422 اور 3254 کو Standing Committee on Revenue کو refer کرتا ہوں وہ اس کی انکوائری کر کے next Session میں معزز ایوان کو بتائیں گے۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! دو سوالات جو گزشتہ چھ ماہ سے pending چلے آ رہے تھے اُن کا جواب آپ کے سامنے ہے جس طرح اس معزز ایوان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ہمارے سپیکر ہیں، آپ نے ہمیں تحفظ دینا ہے، آپ نے قانون کی بالادستی کے لئے آواز اُٹھانی ہے تو آپ مہربانی کر کے ذمہ داران کے خلاف ایکشن لینے کا announce کریں تاکہ دوبارہ کسی کی بھی جرأت نہ ہو سکے کہ وہ اس معزز ایوان میں کوئی جھوٹ کا پلندہ لا کر رکھ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایسا ہی ہو گا۔ یہ مقدس ایوان ہے اور اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ میں نے دونوں سوالات Standing Committee کو refer کر دیئے ہیں تو انکوائری کے بعد جو ذمہ داران ہوں گے اُن کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

اگلا سوال نمبر 1292 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1293 بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1377 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1378 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1818 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2105 محترمہ مدیحہ رانا صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2366 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2412 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: عارضی کاشت سکیم کا رقبہ اور نیلامی و دیگر تفصیلات

*2412: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے چند کالونی چکوک میں پانچ سال کے لئے عارضی کاشت سکیم کا رقبہ جناب اے سی، کلکٹر صاحب نے کب کتنا رقبہ نیلام کیا تھا اور زر ضمانت مستاجری کی کتنی رقم کتنے کاشتکاروں سے وصول کی تھی؟

(ب) رقبہ کی نیلامی کب منسوخ کی گئی، وصول شدہ رقم کیا واپس کر دی گئی ہے، اگر جواب ناں میں ہے تو اس کی وجوہات، بیان فرمائیں؟

(ج) اس نیلام کردہ رقبہ میں کتنے رقبہ پر نیلام گر ہندگان قابض ہیں اور کتنا رقبہ حکومت کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) بروئے نوٹیفکیشن نمبری 2311/86-7402 مورخہ 20-01-1993 کے تحت سال 1995 میں تحصیل صادق آباد کے آٹھ کالونی چکوک میں رقبہ سرکار کی نیلامی ہوئی تھی جس میں 42 کاشتکاران نے رقبہ تعدادی 3805 کنال 19 مرلے کے محاذ نیلامی میں بولی دی تھی جن سے رقم مبلغ-/5,69,214 روپے بطور زر چہارم وصول کی گئی تھی۔

(ب) مندرجہ بالا رقبہ کی نیلامی کی کارروائی ہوئی تھی لیکن اس وقت کے کلکٹر ضلع نے اس نیلامی کی کارروائی کنفرم نہ کی تھی جس کے بعد سکیم ہذا پر عملدرآمد وقتی طور پر رک گیا تھا۔ 42 بولی دہندگان میں سے صرف ایک نے بذریعہ ووچر اپنا جمع شدہ زر چہارم واپس حاصل کر لیا۔ بقایا میں سے کسی بولی دہندہ نے زر چہارم کی واپسی کے لئے درخواست نہ گزاری ہے۔

(ج) کسی بھی بولی دہندہ کو دخل جاری نہ کیا گیا تھا۔ نیلام شدہ رقبہ میں سے تعدادی 1153 کنال 13 مرلہ پر بولی دہندگان ناجائز قابض ہیں جبکہ بقیہ رقبہ تعدادی 2652 کنال چھ مرلہ موقع پر خالی ہے۔ بورڈ آف ریونیو کی پالیسی کے مطابق رقبہ نیلام کرنے کی ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ مقامی انتظامیہ قانون کے مطابق نیلامی کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ نے میرے سوال کے جواب کے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ گورنمنٹ نے بروئے نوٹیفکیشن نمبری2311/86-7402 مورخہ 20-01-1993 کے تحت سال1995 میں تحصیل صادق آباد کے آٹھ کالونی چکوک میں رقبہ سرکار کی نیلامی ہوئی تھی جس میں42 کاشتکاران نے رقبہ تعدادی3805 کنال19 مرلے کے محاذ نیلامی میں بولی دی تھی جن سے رقم مبلغ -/5,69,214روپے بطور زر چہارم وصول کی گئی تھی۔ محکمہ نے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ کلکٹر ضلع نے اس نیلامی کی کارروائی confirm نہ کی تھی۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ گورنمنٹ نے ایک notification کیا، کلکٹر نے اُس notification کے تحت ہونے والی نیلامی کی کارروائی کو confirm کیوں نہیں کیا اور اُس کے بعد اُس کا کیا fate ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ نے ایک نوٹیفکیشن کیا جس میں نیلامی کا حکم جاری کیا گیا۔ اُس نیلامی میں42 لوگوں نے حصہ لیا جس کے طریق کار کے حوالے سے کچھ شکایات ہوئیں جس پر Board of Revenue نے اپنی ایک کمیٹی بھیجی اُس کمیٹی نے نیلامی کے طریق کار کو پاس نہ کیا جس کی وجہ سے وہ نیلامی cancel ہو گئی۔ اُس کی دوبارہ نیلامی اس لئے نہیں کی گئی کہ اُن42 لوگوں میں سے ایک شخص نے application دے کر اپنا جمع شدہ زر چہارم واپس لے لیا تھا اور باقی41 لوگ1153 کنال زمین پر ناجائز قابض ہیں اور وہ court میں چلے گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ اس سوال کے جواب کے اندر لکھا ہوا ہے جس کو میں نے بھی پڑھ لیا ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ نیلامی confirm کیوں نہیں کی گئی؟ وہ لوگ court میں اس لئے گئے ہیں کہ انہوں نے نیلامی میں حصہ لیا اور پیسے جمع کرا دیئے اس میں بورڈ آف ریونیو کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ لکھا ہے کہ کلکٹر ضلع نے اس کو کنفرم نہیں کیا۔ اگر اس کی نیلامی کنفرم نہیں کی گئی تو وہ کس آرڈر کے تحت نہیں کی گئی؟ یہ جو نیلامی ہوئی ہے اس کا باقاعدہ

آرڈر نمبر اور تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ کیا بورڈ آف ریونیو کی ٹیم آئی تھی یا یہ ساری کارروائی زبانی کلامی چلتی ہے؟ مجھے اس نوٹیفکیشن کا حوالہ دیں کہ جس کے تحت یہ نیلامی کنفرم نہیں کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس میں اسسٹنٹ کمشنر نیلامی کرتے ہیں اور اس کے بعد process ہے کہ اس کو کنفرم کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اس کے آگے اس کی صوابدید ہے کہ وہ اس کو کنفرم کرے یا نہ کرے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ کیا یہ کوئی شہنشاہیت ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر کی صوابدید ہے کہ جو مرضی کرتا رہے۔ یہ وجوہات بتائیں کہ یہ نیلامی کیوں کنفرم نہیں کی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ وجوہات بتائیں کہ کن وجوہات کی بناء پر نیلامی confirm نہیں کی گئی، کیا آپ کے پاس detail ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ابھی نہیں ہے۔ میں ان کو پیش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس نیلامی کو کس آرڈر یا کن شکایات کے تحت confirm نہیں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ابھی میرے پاس انکوائری کمیٹی کی رپورٹ نہیں ہے۔ میں وہ بعد میں ان کو پیش کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس چیز پر انکوائری والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کوئی انکوائری نہیں مانگتا۔ آپ نے بہت سی انکوائریوں کے لئے آرڈر کیا ہے۔ میں اس پر آپ سے بہت دردمندی سے بات کروں گا کہ اس ایوان کے اجلاس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور غریب آدمی کے ٹیکس کی رقم اس پر خرچ ہوتی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ کتنا non-serious سارا معاملہ ہوتا ہے۔ یہاں بیوروکریسی کی طرف سے کوئی lift نہیں ہے یہاں اُلٹے سیدھے جوابات بھی آ رہے ہیں۔ میں اپنے بھائی کے بارے میں کچھ نہیں کہتا انہوں نے تیاری کی ہو گی لیکن یہ اچھا روّیہ نہیں ہے۔ یہاں منسٹر بھی کوئی نہیں ہے اور ایوان خالی ہے میں میڈیا سے گزارش کروں گا کہ اس کو میڈیا کے اندر دیں اور یہ بات چیف منسٹر تک پہنچنی چاہئے کہ اتنی فوج ظفر موج وزراء کی ہے وہ کیا کرتی ہے اور کیوں نہیں آتی یہ مقدس ایوان ہے؟ میں آپ کی تحسین کرتا ہوں کہ آپ اس حوالے سے

سختی سے notice لیتے ہیں کہ جوابات نہیں آ رہے لیکن یہ اچھا روّیہ نہیں ہے۔ میں صرف آپ سے درخواست کروں گا کہ اس سوال کو pending کیا جائے تاکہ اگلی دفعہ یہ مزید اچھا جواب لے کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میرے خیال میں آپ کا محکمہ ان سوالوں کو serious نہیں لے رہا۔ میں warn کر رہا ہوں کہ یہ روّیہ ناقابل برداشت ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اس سوال کو pending کرتے ہیں اور اس کا detail میں جواب لیں گے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر صاحب آپ ہی کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2413 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مویشی پال سکیم کے تحت الاٹ کئے گئے رقبہ کی الاٹمنٹ منسوخی ودیگر تفصیلات

*2413: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت مویشی پال سکیم کے تحت 1960 میں الاٹ کئے گئے تمام رقبہ جات کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے ان رقبہ جات کو ڈیری فارم کے قیام کے لئے معقول شرائط کے ساتھ نیلام عام کرنے کو تیار ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مویشی پال سکیم کے رقبہ جات جو 1960 میں بیس سال کے لئے الاٹ کئے گئے ان کی مزید توسیع پر 2000 میں پابندی لگا دی گئی؟

(ج) اگر مذکورہ بات درست ہے تو ان فارمز کا قبضہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود کیوں واپس نہیں لیا گیا اور اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود نئی پالیسی کیوں طے نہیں کی گئی، اس بارے میں پالیسی کب تک طے کر لی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) مویشی پال سکیم کے تحت 1960 میں الاٹ کئے گئے رقبہ جات کو ڈیری فارم کے قیام کے لئے نیلام عام کرنے کی کوئی پالیسی موجود نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مویشی پال سکیم کے رقبہ جات جو 1960 میں 20 سال کے لئے الاٹ کئے گئے تھے ان کی توسیع سال 2000۔06۔30 تک کی گئی تھی۔ مزید توسیع نہ کی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کی نئی پالیسی مورخہ 2010۔11۔08 کے مطابق ان رقبہ جات کو مزید توسیع نہ کرنے کے بعد بذریعہ پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ نیلام عام کے ذریعے فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور رقبہ جات جن میں کسی عدالت کا حکم امتناعی نہ ہو کو resume کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ڈی سی او صاحبان کو ہدایات جاری کی ہیں کہ رقبہ جات resume کرنے کے بعد نیلامی بذریعہ پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کرنے کے لئے ارسال کریں۔ مزید عرض ہے کہ کل 32 الاٹ تھیں جن کا کل رقبہ 8297A–07K–18M تھا جن میں سے 22 الاٹ بحق سرکار ضبط ہو چکی ہیں جن کا رقبہ 5966A–05K–04M اور 10 الاٹ ہائے کے مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جن کا رقبہ 2331A–02K–14M ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 1960 میں حکومت نے مویشی پال سکیم کے تحت الاٹمنٹ کی تھی۔ آپ بھی جانتے ہیں کیونکہ آپ بھی کاشتکاری کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ 1960 میں جو زمینیں الاٹ کی گئی تھیں وہ بالکل بنجر اور ناقابل کاشت تھیں وہاں ٹبے تھے۔ ان پر کسان اپنا خون پسینا گراتا ہے اور اسے قابل کاشت بناتا ہے۔ اس کے بعد زمین کو بناتے ہوئے ان کی ایک نسل ختم ہو گئی اور پھر دوسری نسل آ گئی۔ ان کی روزی روٹی وہی ہے۔ حکومت کو pick and choose نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں بہت ساری سکیموں کو regular کر کے ان کو الاٹمنٹ کر دی اور کچھ کو روک لیا۔ میرے ہاتھ میں پوری فہرست ہے اس میں کوئی بیس کے قریب سکیمیں ہیں جو بورڈ آف ریونیو نے بہت مدت پرانی سکیموں کی الاٹمنٹ کی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اس کی تفصیل پڑھ کر سناؤں لیکن اس پر وقت لگے گا۔ اس میں اوکاڑہ، ساہیوال، خانیوال، جھنگ، سرگودھا، ملتان، لاہور اور راجن پور میں بھی ایک سکیم ہے جو دھندی اسٹیٹ راجن پور ہے اور اس طرح کی بہت ساری سکیموں میں مدتوں پہلے رقبے الاٹ کئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن کاشتکاروں کی دوسری نسل اب اس پر محنت کر رہی ہے کیا گورنمنٹ ان کو باقاعدہ رقبہ الاٹ کرنے کی کوئی پالیسی رکھتی ہے یا نہیں رکھتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چوہدری زاہد اکرم): جناب سپیکر! حکومت کا فیصلہ ہے کہ یہ زمینیں لیز پر دی گئی تھیں ان کی توسیع بھی ہوتی رہی ہے لیکن 2010-11-08 کے بعد اس کی مزید توسیع نہ کی ہے بذریعہ پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ نیلام عام کے ذریعے فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کل 32 الاٹیں تھیں جن میں سے 22 ضبط ہو چکی ہیں اور 10 الاٹوں کے مقدمات عدالتوں میں چل رہے

ہیں۔ گورنمنٹ نے کہہ دیا ہے کہ ان کے فیصلے جیسے ہی ہو جائیں گے اس کے بعد وہ پرائیویٹائزیشن بورڈ نیلام عام کے ذریعے فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بڑی دردمندی سے یہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کم از کم یقین دہانی کرائیں کہ یہ جو مختلف اضلاع میں سکیمیں ہیں اور جو مزارعین ہیں ان کو الاٹمنٹ ہوئی ہوئی تھیں، انہوں نے زمینوں کو بنایا ہے تو ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو باقاعدہ regularize کر دیا جائے۔ انہیں شاید معلوم ہو گا یا نہیں ایک کمیٹی بھی اس حوالے سے کام کر رہی ہے۔ میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت ان مزارعین کو باقاعدہ regularize کر کے انہی کو زمینیں دے دے اس کے لئے ہماری طرف سے کوئی request forward ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا اس طرح کی کوئی سکیم زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! حکومت نے خود یہ فیصلہ کیا ہے کہ جیسے ہی یہ زمینیں free ہوں گی، عدالتوں سے کیس نکلیں گے تو ہم اس کو پرائیویٹائزیشن بورڈ کے ذریعہ نیلام عام کریں گے۔ میرے خیال میں پہلا حق انہی لوگوں کا ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جو مزارعین وہاں پر 1960 سے لے کر اب 2014 تک بیٹھے ہوئے ہیں ان کا حق بنتا ہے۔ کیا حکومت ان کو یہ زمینیں الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ان کو ہی پہلے حق دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا جی۔ کیا آپ اس کا timeframe دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! 10 لاٹوں کا عدالتوں میں کیس چل رہا ہے جیسے ہی وہ free ہوں گی اور عدالتیں فیصلہ کریں گی تو یہ نیلام کر دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تو ان کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا جو مزارعین بیٹھے ہوئے ہیں اور جنہوں نے ان زمینوں پر محنت کی ہے ان کے نام پر الاٹمنٹ ہو سکتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! پہلے ان کو فروخت کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیاان کوالاٹ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! نہیں۔ان کو الاٹ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ظلم ہے۔1960 سے جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے محنت کر کے اس کو بنایا ہے۔اب وہ بنی بنائی زمین ہے ظاہر ہے کہ اس کی قیمت زیادہ ہو گی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ باوسائل لوگ آ کر اس زمین کو لے لیں گے اور جس نے محنت کی ہو گی وہ رہ جائے گا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ امیر آدمی لاٹ نہیں لیتا یہ غریب آدمی کو ملتی ہے جو کسان تھے اور جنہوں نے محنت کی ہے اب وہ زمینیں بن گئی ہیں اور ان کی محنت سے کوئی اور فائدہ اٹھائے گا۔ وہاں پر پولیس کے ذریعے سے قبضے لئے جائیں گے اور جھگڑے ہوں گے۔ اس طرح کے جھگڑے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات جی ٹی روڈ بھی بند ہوتی ہے، کسان احتجاج کر رہے ہوتے ہیں، پرچے ہوئے ہیں اور لوگ قتل ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم نہ کیا جائے اور اس طرح کی جو بیس پچیس سکیمیں ہیں ان کو باقاعدہ الاٹ کر دیا جائے۔ان کو نیلام کرنے سے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا اور یہ اس حوالے سے ٹھیک بھی نہیں ہو گا۔ میں یہی التماس کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ڈاکٹر صاحب کی تجویز note کریں اور اس پر کوئی مثبت جواب دیں۔اگلا سوال نمبر 3116 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3160 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: محکمہ مال کی اراضی پر قابضین کی تفصیلات

*3160: میاں طارق محمود: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ مال کی اراضی کس کس شہر اور گاؤں، قصبہ میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) اس اراضی میں سے کتنی اراضی پر کس کس نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) یہ قبضہ کب سے کیا ہوا ہے اور ان سے واگزار کیوں نہیں کروایا جا رہا ہے؟

(د) ان سے کب تک سرکاری اراضی واگزار کروالی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چوہدری زاہد اکرم):

(الف) ضلع گجرات میں سرکاری اراضی کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں سرکاری اراضی جن ناجائز قابضین کے پاس ہے اس کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں سرکاری اراضی جن ناجائز قابضین کے پاس ہے ان لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جارہی ہے جتنا عرصہ سے سرکاری اراضی ان ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے اس کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو اراضی کابل الاٹمنٹ ہے وہ نیلام عام میں مدت سابقہ قبضہ کا تاوان وصول کر کے نیلام کی جائے گی اور جو مفاد عامہ کے لئے درکار ہے وہ واگزار کرواکر تاوان وصول کیا جائے گا۔ ڈی سی او کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(د) ڈی سی او / کلکٹر ضلع کے مطابق جملہ کارروائی واگزاری والاٹمنٹ کے لئے تین ماہ کی مدت درکار ہے جن میں جملہ قانونی کارروائی مکمل کر لی جائے گی۔ ڈی سی او گجرات کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ جن اہلکاران نے سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ کی بابت کوئی رپورٹ یا کارروائی کرنے کا عرصہ دراز تک تحرک نہیں کیا ان کے خلاف کارروائی کر کے رپورٹ کرے اور فائنل نتیجہ سے ایک ماہ کے اندر آگاہ کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں لکھا ہے کہ ضلع گجرات میں سرکاری اراضی جن ناجائز قابضین کے پاس ہے ان لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جارہی ہے جتنا عرصہ سے سرکاری اراضی ان ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو اراضی قابل الاٹمنٹ ہے وہ نیلام عام میں مدت سابقہ قبضہ کا تاوان وصول کر کے نیلام کی جائے گی اور جو مفاد عامہ کے لئے درکار ہے وہ واگزار کرواکر تاوان وصول کیا جائے گا۔ ڈی سی او کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو تفصیل دی ہے میرا حلقہ انتخاب میں چک پنڈی گاؤں ہے اس میں بھی سرکاری اراضی تھی جو کچھ لوگوں کو جناح کالونی کے لئے دی گئی اور اس میں سے کچھ زمین باقی پڑی ہوئی تھی۔ وہ زمین مین روڈ کے اوپر واقع ہے جب میں وہاں سے گزرا تو

وہاں پر ایک کوٹھی بن رہی ہے تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ جناح کالونی کی زمین ہے اور کچھ لوگوں کے نام پر الاٹ کی گئی اور پھر بعد میں ان سے واپس لے کر اس پر کوٹھی بنائی جا رہی ہے۔ میں نے ڈی سی او صاحب سے بھی اس بارے میں بات کی لیکن progress نہیں ہوئی۔ آج جب میں نے سرکاری اراضی کی یہ لسٹ دیکھی ہے تو وہ زمین اس لسٹ میں بھی شامل نہیں ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ جو سرکاری زمین چک پنڈی میں ہے اس کو بالکل ہی فارغ کر دیا گیا ہے اس کی تفصیل ذرا بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔ جو سوال انہوں نے پوچھا ہے اس کے جواب میں ہم نے ٹوٹل زمین بھی بتائی ہے جو ناجائز قابضین ہیں ان کے بارے میں بھی بتایا ہے وہ کیس عدالت میں ہیں اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ عدالت ان کا فیصلہ کرے گی پھر اس کو نیلام کیا جائے گا۔ یہ ایک جگہ کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ ان کے گاؤں میں ہے وہ علیحدہ سے سوال بنتا ہے کیونکہ اس وقت تو میرے پاس اس کی تفصیل نہیں ہے جو تفصیل تھی وہ ہم نے پیش کر دی ہے۔ اس کو point out کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کی تفصیل پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کو فراہم کر دیتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے وہ گاؤں ہی لسٹ میں سے نکال دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اجلاس کے بعد میاں صاحب کو detail check کروائیں اور وہ تفصیل بتائیں کہ کیوں وہ زمین اس میں شامل نہیں کی گئی ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! خیر ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 3308 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: کمپیوٹرائزڈ کیا گیا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3308: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال2013 کے دوران ضلع لاہور میں محکمہ ریونیو نے کل کتنا رقبہ کمپیوٹرائزڈ کر لیا ہے اور کتنا بقایا ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں کل کتنے پٹواری ہیں اور ان کی تعیناتی کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع لاہور میں کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور تصدیق انتقالات کی خدمات کا آغاز ضلع لاہور کی جملہ پانچ تحصیلوں میں سال2012 سے شروع کیا جا چکا ہے۔ ضلع لاہور کے363 مواضعات میں سے162 مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ مکمل کی جا چکی ہے جبکہ مزید104 مواضعات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں جن کو جون / جولائی 2014 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ مزید برآں ضلع لاہور کے بقایا97 مواضعات میں سے،60 کا بندوبست کیا جا رہا ہے،30 مواضعات کے رجسٹر حقداران زمین ضلع ریونیو انتظامیہ ،لاہور مکمل کر رہی ہے اور سات مواضعات زیر اشتمال ہیں ان97 مواضعات میں تکمیل کام بندوبست ،اشتمال اور تیاری رجسٹر حقداران زمین کے بعد کمپیوٹرائزیشن کا کام فی الفور شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) ضلع لاہور میں کل274 پٹواری تعینات ہیں جن کی تعیناتی کے لئے میرٹ اور اس کی سابقہ کارکردگی ملحوظ خاطر رکھی جاتی ہے۔

- ❖ مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- ❖ زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈیلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- ❖ اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر وقوع پذیر ہوں گے جن میں سے اب تک108 سروس سنٹرز سے بعد از تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- ❖ 35 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔

❖ حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں سوال پوچھا گیا تھا کہ 2013 میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے کتنا رقبہ کمپیوٹرائزڈ کر لیا ہے اور کتنا ابھی بقایا ہے۔ اگر ہم 2014 کی بجٹ بک نکال کر دیکھیں تو اس میں وزیر خزانہ نے بڑے یقین کے ساتھ پورے ایوان کی موجودگی میں یہ کہا تھا کہ جون 2014 تک پورے پنجاب کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر لیا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے پنجاب کی میں بات نہیں کرتا کیونکہ سوال لاہور کا ہے تو کیا لاہور کا یہ ریکارڈ جو کسی زمانے میں 2009 میں پورا کرنا تھا اس کے بعد 2012 میں کرنا تھا اور پھر آخری written budget book میں لکھ دیا گیا تھا اور تقریر میں بھی کہا گیا تھا کہ جون 2014 میں مکمل کر لیا جائے گا کیا وہ ریکارڈ مکمل کر لیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! بالکل ایسا ہی کہا گیا تھا لیکن کافی ساری problems تھیں جب یہ سوال شائع ہوا اس وقت لاہور میں ٹوٹل 363 موضع جات تھے لیکن ابھی latest جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق 174 موضع جات کا کمپیوٹرائزیشن کا لینڈ ریکارڈ مکمل کیا جا چکا ہے جبکہ مزید 113 موضع جات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں جو کہ انشاءاللہ جون 2015 تک مکمل کر لیا جائے گا اور باقی جو 76 موضع جات ہیں ان میں سے 50 کا بندوبست کیا جا رہا ہے اور باقی 24 موضع جات میں۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ان کی detail تو سن لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں وقت بچانے کے لئے بات کر رہا ہوں کہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہوا ہے یا نہیں بس اتنا بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وہ بتا رہے ہیں کہ 174 موضع جات کا ریکارڈ مکمل ہو چکا ہے اور باقی ابھی کمپیوٹرائزڈ نہیں ہوا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان میں گزشتہ چھ سالوں میں ہر سال اسمبلی میں یہ سوال آتا ہے کہ یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہوا ہے یا نہیں؟ اس صوبے میں سرکاری افسروں نے

پراجیکٹس کو late کرنے کا ایک مشغلہ بنا لیا ہے۔ ہر سال ہمیں اس ایوان میں بتا دیا جاتا ہے کہ اتنے موضع جات مکمل کر لئے گئے ہیں اور اتنے رہ گئے ہیں مجھے بتائیں کہ اس معزز ایوان میں ہر سال کے بعد اور ہر دو سال کے بعد کبھی چیف منسٹر، کبھی وزیر خزانہ اور کبھی ریونیو منسٹر برملا یہاں اظہار کرتے ہیں اور بالکل ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان بھی کرتے ہیں کہ فلاں وقت تک جس طرح کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری فرما رہے ہیں کہ اس کو 2015 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ ہر سال اس کی نامکمل کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مکمل نہیں ہو سکا تو کتنے آدمیوں کو سزا دی جاتی ہے اور کتنے سرکاری افسروں کو ریکارڈ مکمل نہ ہونے کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ نہیں ہو سکا؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اب تک یہ ریکارڈ مکمل کر لیا جائے گا، کوئی timeframe تو دیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آج پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کھڑے ہو کر کہہ دیا ہے کہ یہ ریکارڈ 2015 میں مکمل کر لیا جائے گا، کیوں یہ 2015 میں مکمل کر لیا جائے گا اگر وزیر خزانہ پنجاب اس ایوان میں یہ اعلان کرتے ہیں تو پھر یہ کیوں مکمل نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کے delay ہونے کی کیا وجوہات تھیں وہ ذرا بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! لاہور میں صرف 76 موضع جات رہتے ہیں اس میں بندوبست اور اشتمال کا کام ابھی دو موضع جات میں جاری ہے باقی 113 موضع جات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور 174 مکمل ہو چکے ہیں۔ یہ بات کرنا تو آسان ہے لیکن۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس ایوان میں وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ جون 2014 میں یہ ریکاڈر مکمل کر لیا جائے گا اگر آپ 2009 کا ریکارڈ نکالیں تو اس میں کہا گیا تھا کہ 2010 میں مکمل کر لیا جائے گا اگر 2010 کا ریکارڈ نکالیں تو اس میں کہا گیا تھا کہ 2012 میں مکمل کر لیا جائے گا اور آج آپ نے 2015 کہہ دیا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ یہ آسان بات نہیں ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ساری سرکاری مشینری کو اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے اس کے لئے ہر سال ہم billion of rupees allocate کرتے ہیں۔ وہ آکر یہاں بیٹھ جاتے ہیں اور اس کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جی، بالکل بات یہ ہے کہ وہ جواب دے رہے ہیں کہ 2015 تک یہ ریکارڈ مکمل کر لیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن ڈسٹرکٹ میں یہ بندوبست کا کام مکمل ہو گیا ہے اور لوگ وہیں بیٹھ کر ابھی تک تنخواہیں لے رہے ہیں کیا حکومت ان کو واپس بلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا اس کی تفصیل آپ کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): میاں صاحب! اس کا جواب نہیں ہے، یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر یہ delay ہوا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مشکل کام ہے اگر وہ سرکاری لوگ یا وہ سرکاری افسر جو اس کا ذمہ نہیں اٹھاتے انہوں نے کیوں نہیں ان افسران کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا، یہ کیوں نہیں اس ایوان میں بتاتے کہ delay کرنے کی بجائے ہم ان افسران سے پوچھیں اور ان کی انکوائری لگائیں؟ کسی کی انکوائری لگتی ہے اور نہ ہی کسی سے پوچھا جاتا ہے ہر سال بجٹ بڑھا دیا جاتا ہے اگر یہ ریکارڈ 2009 میں مکمل ہو جاتا تو 3.5۔ارب روپے کی بچت ہو سکتی تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ آج بھی پنجاب میں لاکھوں کروڑوں لوگ اس ریونیو ریکارڈ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جون 2015 تک یہ ریکارڈ مکمل کر لیا جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ مجھے کوئی ایک وجہ بتا دیں کہ اس وجہ سے یا کسی سرکاری افسر کی وجہ سے delay ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے بتایا ہے کہ 113 موضع جات مکمل ہونے والے ہیں اور 76 میں اشتمال کا مسئلہ چل رہا ہے اور وہ بھی جلد مکمل کر لئے جائیں گے۔ اگلا سوال محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! مہربانی کرکے بیٹھ جائیں میں اگلا سوال بول چکا ہوں۔ اگلا سوال نمبر3320 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔ اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر3384 مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر3385 بھی مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر3422 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے سوال نمبر بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر3491 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: چک نمبر20/ای بی میں سرکاری اراضی اور قبرستان سے متعلقہ تفصیلات

*3491: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا چک نمبر20/ای بی ضلع پاکپتن میں سرکاری اراضی موجود ہے اگر ہاں تو کتنے ایکڑ رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس چک میں قبرستان نہ ہے؟

(ج) اگر سرکاری رقبہ موجود ہے تو کیا حکومت چک20/ای بی میں قبرستان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) چک نمبر20/EB تحصیل عارفوالا میں کل سرکاری رقبہ 82 کنال چار مرلہ ہے۔

(ب) بمطابق ریکارڈ 14 کنال 13 مرلہ غیر ممکن قبرستان اہل اسلام موجود ہے جس میں سے رقبہ تقریباً چار کنال موقع پر خالی ہے۔

(ج) چونکہ پہلے ہی چک ہذا میں قبرستان موجود ہے اور موقع پر قبرستان کا چار کنال رقبہ خالی پڑا ہے لہذا مزید قبرستان بنانے کی فی الحال ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے رپورٹ بھیجی ہے کہ 22ای بی گاؤں میں کل رقبہ 82 کنال 4مرلے ہے اور جو قبرستان کو دیا گیا ہے وہ 14 کنال 13 مرلے ہے اور انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ تقریباً 4 کنال رقبہ ابھی اس قبرستان میں پڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریکارڈ انہوں نے موقع دیکھنے کے بجائے دفتر میں بیٹھ کر ہی بنا لیا ہے۔ موقع پر تمام قبرستان پُر ہو چکا ہے اور اب وہاں پر جنازہ پڑھانے کی بھی جگہ نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کا رقبہ پڑا ہوا ہے اس میں سے 2ایکڑ رقبہ قبرستان کے لئے مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! یہ آپ کی تجویز ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کی یقین دہانی کرائیں اور اس کی چار دیواری کروائیں کیونکہ وہاں پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! شاہ صاحب کی یہ تجویز نوٹ کر لیں اور موقع پر check کروائیں کہ رقبہ available ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ موقع پر چلیں تاکہ ان کو پتا ہو کہ ان کا عملہ جواب موقع پر جا کر دیتا ہے یا ویسے ہی دیتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! وقفہ سوالات کے بعد آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے ساتھ بیٹھیں اور discuss کر لیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں طاہر صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہاں قبرستان کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ پورے پنجاب میں سروے کر کے قبرستانوں کے لئے کوئی جگہ مختص کر دی جائے کیونکہ ہمارے پاس دفتروں میں روزانہ کی بنیاد پر لوگ آتے ہیں کہ انہیں اپنے پیاروں کو دفنانے کے لئے جگہ میسّر نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس کے لئے آپ تحریک التوائے کار یا قرار داد لے کر آئیں تب اس پر ایوان میں بات کریں گے۔اگلا سوال جناب محمد انیس قریشی صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر!سوال نمبر3506 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں زرعی زمینوں کی نئیassessmentکا مسئلہ

*3506:**جناب محمد انیس قریشی:** کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں زرعی زمینوں کے مالیہ، آبیانہ اور ٹیکسز کی وصولی کے لئے آخری assessmentکب کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ زمینی حالات تبدیل ہو چکے ہیں،ناکارہ اور بنجر زمینیں آباد ہو چکی ہیں اور زرخیز زمینیں اکثر جگہوں پر سیم اور تھور کی وجہ سے ناکارہ ہو چکی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئیassessmentسےproduce index unitمیں تبدیلی آئے گی جو زرعی سیکٹر میں انقلابی تبدیلی کا پیش خیمہ ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز(چودھری زاہد اکرم):

(الف) پنجاب میں زرعی زمینوں کے مالیہ،آبیانہ اور زرعی ٹیکس کی وصولی کی آخریassessment مندرجہ ذیل ہے:

1۔مالیہ: مالیہ کی آخریassessmentربیع97۔1996میں کی گئی مگر اس کی وصولی نہ ہو سکی تاہم مالیہ بمطابق پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن نمبرLegis:3(XXV/97مورخہ 1997۔07۔21 سے ختم کر دیا گیا تھا تفصیل(الف)یوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔آبیانہ: آبیانہ کیassessment محکمہ اریگیشن کرتا ہے اور اس کی وصولی بورڈ آف ریونیو کرتا ہے آبیانہ کیassessmentگرداوری کی تکمیل پر ہوتی تھی اس وقت محکمہ اریگیشن مختلف ریٹس نہر ڈویژن کے مطابقassessmentکرتا تھا محکمہ اریگیشن نے2003میں بحوالہ نوٹیفکیشن SO(REV)I&PA-98/2003مورخہ2003۔10۔25سے اس کو فلیٹ ریٹ میں تبدیل کر دیا جس کی تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس وقت آبیانہ کے ریٹس مندرجہ ذیل ہیں۔

فصل خریف	85روپے فی ایکڑ
فصل ربیع	50روپے فی ایکڑ

3۔ زرعی انکم ٹیکس زرعی انکم ٹیکس مالیہ کو ختم کرنے کے بعد حکومت پنجاب نے اس کی جگہ زرعی انکم ٹیکس کولاگو کیا جس کا assessment شیڈول (سی) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

(ب) اس جز کا تعلق محکمہ زراعت سے ہے محکمہ مال موقع پر ہونے والی تبدیلی اپنے ریکارڈ میں اندراج کرتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے Produce Index Unit کی تشخیص کا فارمولا بنیادی طور پر 1949-50 میں مہاجرین کی زمینوں پر آبادکاری کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ تشخیص شدہ Produce Index Unit کی بنیاد پر زرعی اصلاحات کے تحت حد ملکیت مقرر کی گئی۔ زرعی پاس بک سسٹم کے تحت مالکوں کی زمین کی قیمت کی تشخیص کا ایک طریقہ قیمت فی پیداواری یونٹ رکھا گیا۔ اگرچہ 1949-50 کے بعد زمینوں کی حیثیت میں فی ایکڑ پیداوار میں بہت تبدیلیاں آچکی ہیں لیکن Produce Index Unit یونٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی جس وجہ سے Produce Index Unit کا نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ پہلے وہ بتائیں کہ کیا انہیں پتا بھی ہے کہ assessment circle کیا چیز ہوتی ہے؟ جز (ج) میں آپ نے Produce Assessment Unit کا بتایا ہے تو یہ بتائیں کہ یہ Produce Assessment Unit کیا ہوتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے میرے سوال کے جز (ج) کا جواب غلط دیا ہے کیونکہ زمین کی جو assessment کی گئی تھی یہ 1949-50 میں ہرگز نہیں ہوئی بلکہ اس کی assessment گوروں نے کی ہے اور اس کے بعد آج تک assessment نہیں کی گئی۔ جس زمین کو چار Produce Index Unit سے لے کر دس Produce Index Unit تک assess کیا گیا تھا آج وہ زمین چالیس ہزار روپے ٹھیکے پر جا رہی ہے اور جس کو اسّی Produce Index Unit کے ساتھ assess کیا گیا تھا وہ بیس پچیس ہزار روپے ٹھیکے پر جا رہی ہے۔ اس میں بڑا فرق پڑ چکا ہے اور اس سے قرضہ دینے میں، زمین کے مالیہ میں، آبیانہ میں اور دوسرے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا اس کی وضاحت کریں گے کہ انہوں نے آج تک اس کی assessment کیوں نہیں کی اور یہاں 1949-50 کا لفظ کیوں لکھا ہے کیونکہ یہ assessment صرف

گورے کر کے گئے ہیں ؟زمین کی زرخیزی کو صرف گورے determine کر کے گئے ہیں جس کے بعد آج تک determine نہیں ہوئی اور اس کو ساٹھ ستّر سال ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس پر assessment کیوں نہیں کی گئی، کیا آپ کا ایسا کوئی ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہ Produce Index Unit کی تشخیص کا فارمولا بنیادی طور پر 1949-50 میں مہاجرین کی زمینوں پر آبادکاری کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ تشخیص شدہ Produce Index Unit کی بنیاد پر زرعی اصلاحات کے تحت حد ملکیت مقرر کی گئی۔ زرعی پاس بک سسٹم کے تحت مالکوں کی زمین کی قیمت کی تشخیص کا ایک طریقہ قیمت فی پیداوار یونٹ رکھا گیا تھا۔ اگرچہ 1949-50 کے بعد زمینوں کی حیثیت میں فی ایکڑ پیداوار میں بہت تبدیلیاں آ چکی ہیں لیکن Produce Index Unit میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی جس وجہ سے Produce Index Unit کا نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! ان کا یہ جواب غلط ہے کیونکہ قرضے دینے کے لئے بنیادی یونٹ ہی یہی ہے اور آج تک بھی وہ زمین جس کو چار Produce Index Unit سے دس Produce Index Unit پر assess کیا گیا ہے اس کی مالیت وہی ہے۔ اگر مارکیٹ میں بیچیں تو وہ کم قیمت پر بکتی ہے اور گورنمنٹ کو آبیانہ اور مالیہ بھی کم مقدار میں دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ Produce Index Unit پرانا نظام ہے تو اس کے علاوہ کوئی نیا نظام آپ لانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ تو 1950 میں تھا اور اب 2014 ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس میں اب زرعی انکم ٹیکس لاگو کیا گیا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: یہ بتائیں کہ کس بنیاد پر لاگو کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کی کوئی تجویز ہے کہ اس کی assessment نئے طریقے سے کی جائے گی؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ زبانی کلامی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے بھائی انیس قریشی صاحب ایک سینئر ریونیو افسر بھی رہے ہیں۔ میرا سوال کے درمیان دخل دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن وہ یہ جانتے ہیں کہ 50-1949 کے اندر settlement record کے لئے مہاجروں کے claim کے لئے ان کو بہاولپور، لاہور، اوکاڑہ اور فیصل آباد میں علیحدہ علیحدہ الاٹمنٹ کے یونٹ مقرر کئے گئے۔ فرض کیجئے ایک آدمی کے اگر ایک ہزار یونٹ تھے اور اس نے بہاولپور میں زمین لی تو اسے دس ایکڑ ملی، لاہور میں لی تو اسے ایک ایکڑ زمین ملی یعنی چار کنال کے اوپر لاہور میں جو پراپرٹی ٹرانسفر ہوئی ہے وہ صرف 100 اربن یونٹوں پر ہوئی ہے۔ انیس قریشی صاحب یقیناً صحیح فرما رہے ہیں کہ یہ اس کی بنیاد پر assessment کی گئی تھی جس کے بعد آج تک اس کی amendment اس لئے نہیں ہوئی کہ 1975 میں ایکٹ repeal ہو گیا تھا۔ شکریہ

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو explanation دی ہے میں ان سے differ کرتا ہوں کیونکہ Produce Index Unit زرخیزی کی آبی بنیاد ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ کوئی زمین کتنی بنجر ہے، ریگستان ہے، کتنی زرخیز ہے اور اس کے کتنے units ہیں، اسی بنیاد پر قرضہ دیا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر لینڈ ریونیو وغیرہ assess کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ Produce Index Unit ختم ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا assessment کا نیا نظام لانے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ مہاجرین کی طرف بات لے گئے ہیں۔ مہاجرین کے ساتھ ان کا link ضرور تھا لیکن یہ نظام اب بھی رائج ہے اس لئے یہ revise ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! قریشی صاحب کی تجویز ہے کہ یہ revise ہونا چاہئے۔ آپ قریشی صاحب کو ساتھ بٹھائیں اور ان سے تجاویز لیں کیونکہ وہ سینئر آدمی ہیں اور ان کی بات بالکل جائز ہے۔ 1950 میں ایک نظام وضع ہوا تھا جو ابھی تک چل رہا ہے لہٰذا assessment کے نئے نظام کے حوالے سے ان سے تجاویز لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس مالیہ کو ختم کرنے کے بعد حکومت پنجاب نے اس کی جگہ زرعی انکم ٹیکس کو لاگو کر دیا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ زرعی انکم ٹیکس لاگو تو کر دیا ہے جیسے آپ دیکھیں کہ ملک کے اندر انکم ٹیکس کا بھی نظام ہے جس میں ہر سال فیڈرل بورڈ آف ریونیو مہنگائی کے پیش نظر re-assess کرتا ہے اور minimum income کی limit بڑھاتا رہتا ہے کہ جب کسی کی پانچ لاکھ روپے آمدن ہو جائے گی اور اس سے اوپر جو آمدن ہو گی اس پر انکم ٹیکس لاگو ہو گا۔ اسی طرح آپ خود بھی کاشتکار ہیں تو آپ کو پتا ہو گا کہ زرعی inputs یعنی کھاد، بیج، ادویات اور زرعی آلات پر مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر اب شکر ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں پٹرول اور ڈیزل کی قیمت کم ہوئی ہے جس کے نتیجے میں یہاں پر بھی قیمت کم ہوئی ہے جو ایک اچھا کام حکومت نے کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ credit تو دے دیں ناں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آدھا credit دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پورا credit دیں ناں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جتنی قیمتیں انٹرنیشنل مارکیٹ میں کم ہوئی ہیں اس سے 50 فیصد relief ملا ہے اس لئے میں 50 فیصد شاباش دیتا ہوں اور 50 فیصد اپنے پاس رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، 80 فیصد دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے کہنے پر 80 فیصد credit دے دیتا ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ زرعی انکم ٹیکس کاشتکاروں پر لاگو کر رہے ہیں لیکن جب زرعی inputs بڑھتی ہیں تو اس کے نتیجے میں زرعی کاشتکاروں کی محنت کا پورا معاوضہ نہیں ملتا۔ کیا اس کو بھی بڑھانے کے لئے کوئی فارمولا طے کیا ہوا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس جب اتنا ہو گا تو اس پر ہم اتنا لاگو کریں گے یا پھر ایک دفعہ ہی فیصلہ کر کے سب کو رگڑا لگا رہے ہیں، کیا اس طرح کا ان کے پاس کوئی فارمولا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس کا assessment schedule ساتھ لگایا ہوا ہے کہ اگر اس کی کل آمدن ایک لاکھ روپے سے زائد نہ ہو تو اس کو پانچ فیصد ٹیکس لگایا جائے گا اور جس کی آمدن ایک لاکھ روپے سے زائد ہو گی اس کو پانچ ہزار روپے سے دس ہزار روپے تک ٹیکس لگایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جب ایک لاکھ آمدن ہو گی تو پانچ ہزار جبکہ ایک لاکھ پانچ ہزار ہو جائے گی تو پھر دس ہزار روپے ان کو دینا پڑے گا یعنی جب ایک لاکھ روپے سے اوپر آمدن ہو جائے گی تو اس کا ریٹ بڑھ کر دس ہزار روپے ہو جائے گا۔ میں یہ پوچھوں گا کہ اس کے لئے محکمہ کوئی فارمولا devise کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! شاہ صاحب کہتے ہیں کہ جب ڈیزل کی قیمتیں بڑھ جانے سے کھاد اور بیج وغیرہ کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو اس کا بھی کسان کو ہی نقصان ہے لہذا آپ اس قسم کا کوئی فارمولا بنائیں کہ اگر قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس حساب سے ٹیکس بھی آپ کو کم کرنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ان کی تجویز کو زیر غور لا کر کوئی فارمولا بنائیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایسے جوابات دیں گے تو پھر کیا بنے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: طاہر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس ان کی net income پر لگایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہر حال آپ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کی تجویز note کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے جو direction دی ہے وہ بالکل درست ہے۔ آپ ان سے یہ کہہ دیں کہ کوئی فارمولا devise کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ڈاکٹر صاحب کی تجویز یہ ہے کہ جب پٹرول، کھاد، بیج اور دیگر چیزوں کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس کا نقصان بھی کسان کو ہی ہوتا ہے جبکہ آپ نے ٹیکس کی ایک ہی limit مقرر کر دی ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کوئی ایسا فارمولا بنائیں کہ جب یہ قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس حساب سے ٹیکس کا بھی کوئی فارمولا ہونا چاہئے یعنی اس کی ratio کم یا زیادہ ہونی چاہئے لہذا اس قسم کا کوئی فارمولا آپ بنائیں۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر3529ہے،جواب پڑھاہواتصور کیاجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: سرکاری اراضی کے بارے میں تفصیلات

*3529: جناب امجد علی جاوید: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک نمبر323ج ب، 324ج ب، 325ج ب، 326ج ب، 327ج ب،330ج ب اور331ج ب میں کتنے ایکڑ سرکاری راضی موجود ہے؟

(ب) مذکورہ سرکاری اراضی پر کس کس شخص نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، ناجائز قبضہ واگزار کروانے کے لئے انتظامیہ نے اب تک کیااقدامات اٹھائے ہیں،کب تک ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروالی جائے گی؟

(ج) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گزشتہ پانچ سال کے دوران واگزار کروائی جانے والی اراضی کی تفصیلات ایوان کوفراہم کی جائیں؟

(د) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنی اراضی لیز،ٹھیکہ یاپٹا پر کس کس شخص کو سالانہ کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے، تفصیلات ایوان کوفراہم کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز(چودھری زاہداکرم):

(الف)

چک نمبر323ج ب	801کنال19مرلے
چک نمبر324ج ب	316کنال09مرلے
چک نمبر325ج ب	2079کنال09مرلے
چک نمبر326ج ب	5760کنال14مرلے
چک نمبر327ج ب	229کنال07مرلے
چک نمبر330ج ب	728کنال12مرلے
چک نمبر331ج ب	1456کنال07مرلے

(ب) تفصیل ناجائز قابضین جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ناجائز قبضہ کے متعلق مختلف عدالت ہائے کیس زیر سماعت ہیں فیصلہ آنے پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) گزشتہ پانچ سال کے دوران911ایکڑ پانچ کنال اور13مرلہ واگزار کروایاجاچکاہے۔

(د) تفصیل فہرست الاٹیاں پٹا عارضی کاشت مع زر لگان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔رقبہ 1600ایکڑ18مرلے لیز پر دیا گیا ہے جس سے مبلغ -/59,62,708روپے بطور لیز سالانہ وصول کیا جاتا ہے۔تفصیل جھنڈی(ب)اور(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!میں نے جز(ب)میں پوچھا ہے کہ مذکورہ سرکاری اراضی پر کس کس شخص نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، ناجائز قبضہ واگزار کروانے کے لئے انتظامیہ نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں،کب تک ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروالی جائے گی جبکہ جز(الف) کے جواب میں انہوں نے جو سرکاری اراضی کی تفصیل دی ہے اس کے مطابق یہ 11ہزار369کنال اراضی بنتی ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قبضہ کی جو فہرست انہوں نے دی ہے،کیا یہ فہرست فائنل ہے یا صرف دفتر میں بیٹھ کر بنائی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!ناجائز قابضین کی لسٹ فائنل ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!یہ بات ریکارڈ کر لی جائے اور دی گئی فہرست کے مطابق یہ اراضی 100مرلہ بنتی ہے جو قبضہ گروپوں کی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): وہ دس کنال15مرلے ہے۔

جناب امجد علی جاوید: چلیں 200بن گئی۔میں ایوان میں یہ بات کرتا ہوں کہ 11ہزار کنال اراضی میں سے تقریباً کم از کم 60فیصد اراضی یعنی 7/6ہزار کنال اراضی ناجائز قبضہ گروپوں کے قبضہ میں ہے۔یہ افسران اس طرح کے جوابات دے کر بے وقوف بناتے ہیں۔یہ تفصیل صرف ایک گاؤں کی ہے اور ایک گاؤں کا بھی میرا خیال ہے کہ 50واںportionہے جو انہوں نے قبضہ کیا ہے۔اسی گاؤں کے اندر جو انہوں نے200مرلہ دیا ہے اس میں ہی کم از کم 2ہزار یا اس گاؤں کی تفصیل انہوں نے دی ہے۔یہ ریکارڈ پر آنا چاہئے جو محکمہ کی طرف سے غلط بیانی کی گئی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے اس کو validateکیا ہے کہ یہ بالکل مکمل ہے اور میں نے اسی لئے یہ جواب مانگا تھا۔یہ چک نمبر 325ہے جس کی تفصیل دی گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں کہ یہ تفصیل ٹھیک نہیں ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ بوگس ترین جواب ہے اور ایوان کے ساتھ ساتھ حکومت کو بھی بے وقوف بنایا جارہاہے۔ میرے حلقہ میں قبضہ گروپوں کی طرف سے لوٹ مار مچی ہوئی ہے اور پچھلے تین سالوں میں وہاں پر اتنی اراضی پر قبضہ کیاہے کہ شاید 60 سالوں میں اتنا قبضہ نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں ہواہے۔ یہ اربوں روپے کی اراضی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہتے ہیں کہ تفصیل صحیح نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس میں 911 ایکڑ اراضی واگزار کروا لی گئی ہے اگر اس کے علاوہ معزز ممبر کوئی نشاندہی کریں تو اس پر پورا ایکشن لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نشاندہی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اسی گاؤں کی نشان دہی کر رہا ہوں جس کی انہوں نے تفصیل دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ باقی کو چھوڑ دیں صرف اسی گاؤں کے اندر چار مربعے زمین پر مختلف لوگوں نے ایک وکلاء کالونی کے نام سے کالونی بنانی شروع کر دی ہے حالانکہ کوئی الاٹمنٹ نہیں ہے، کوئی آرڈر نہیں ہے لیکن وہاں پر سڑکیں بنا دی گئی ہیں۔ نیچے سے اوپر تک تمام انتظامیہ کے علم میں ہے اور وہ بھی ایک گاؤں کے اندر ہی موجود نہیں ہے باقی گاؤں کو تو چھوڑ دیں۔ وہاں پر اتنی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے اور جو پٹواری جتنے زیادہ قبضے کرواتا ہے اسے اتنا ہی زیادہ نوازا جاتا ہے اور اسے تین تین حلقوں کا چارج دے دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آج محکمہ کی کارکردگی سے میں بالکل ہی مطمئن نہیں ہوں اور یہ سوال بھی ہم متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجتے ہیں۔ آپ کا سوال بھی اسی کے پاس جائے گا۔ اس سیشن کے بعد اس کی انکوائری کر کے کمیٹی ایوان میں جواب دے گی۔ اس سوال کی مکمل انکوائری کر کے اس کی تفصیل بتائی جائے گی۔ اس سوال کو بھی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھجوایا جائے۔ اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3555 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ساہیوال: ضلع بھر میں محکمہ مال میں تعینات سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

*3555: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں کل کتنے تحصیلدار، گرداور، قانونگو اور پٹواری کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کچھ ملازمین میرٹ پالیسی کے برعکس تعینات ہوئے ہیں؟

(ج) اس وقت کون کون سے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں کب سے چل رہی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ ملازمین کے خلاف انکوائریاں ثابت ہو چکی ہیں اور ان کو سزا نہیں دی گئی اور وہ تا حال اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں کارروائی نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع ساہیوال میں کام کرنے والے تحصیلدار، گرداور، قانونگو اور پٹواریوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

کل منظور شدہ اسامیاں تحصیلدار	2	حال تعینات	2
کل منظور شدہ اسامیاں، نائب تحصیلدار	11	حال تعینات	11
کل منظور شدہ اسامیاں گرداور/قانونگو	18	حال تعینات	11
کل منظور شدہ اسامیاں پٹواریاں	209	حال تعینات	153

ان کے نام، عہدہ، سکیل اور عرصہ تعیناتی سے متعلق تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال میں تمام ملازمین حکومت کی پالیسی اور رولز کے مطابق تعینات کئے گئے ہیں۔ کوئی بھی ملازم میرٹ پالیسی کے برعکس تعینات نہ ہوا ہے۔

(ج) ضلع ساہیوال میں جن ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں ان کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے جن ملازمین کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں ان کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے کسی بھی ملازم کے خلاف ابھی تک کوئی انکوائری ثابت نہ ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس سوال کے جز(الف)کی تفصیل میں ان کی تعیناتی سے متعلق آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا عرصہ انہوں نے بتایا ہے اور جب سے انہوں نے آرڈر بتائے ہیں تو ان میں سے ایک ایک کو چیک کر لیں کہ ان کا عرصہ تعیناتی اور کب سے یہ ساہیوال میں موجود ہیں۔یہ ایسے کرتے ہیں کہ ایک tenure break کرنے کے لئے ایک دو ماہ کے لئے آرڈر کرواکر عارف والا چلے جاتے ہیں یا کسی دوسرے علاقے میں جاکر پھر واپس آجاتے ہیں۔ایک تو اسے دیکھیں اور اسی طرح جز(ب)میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟ بتائیں کہ کوئی پٹواری ہے، نائب تحصیلدار یا تحصیلدار کا نام بتائیں جو عرصہ دراز سے وہاں پر موجود ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ایک تو تحصیلدار سے لے کر جتنے نائب تحصیلدار اور ان سارے پٹواریوں کی ایک لسٹ ہے۔اگر آپ کہتے ہیں تو میں انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔اس سے اگلا سوال بھی اسی سے متعلقہ ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ساری بات اکٹھی ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!محکمہ نے جواب دیا ہے کہ محکمانہ پالیسی کے مطابق یہ سارے تعینات کئے گئے ہیں اور کوئی ملازم میرٹ پالیسی کے برعکس تعینات نہ ہوا ہے۔یہ کہاں کی پالیسی ہے جیسے میرے بھائی امجد علی جاوید صاحب نے بھی کہا ہے کہ جو منظور نظر پٹواری ہو اسے تین تین حلقے دیئے جاتے ہیں، یہ کس پالیسی میں لکھا ہے وہ کون سی پالیسی ہے؟آپ ان کی طرف سے فراہم کی گئی لسٹ دیکھیں جو تفصیل پٹواریاں کا صفحہ ایک سیریل نمبر ایک فاروق احمد کو L-9/109 کا مستقل حلقہ ہے اور اس کے پاس اضافی چارج L-9/130 کا ہے جس کی کوئی حد نہیں ملتی۔یہ دونوں گاؤں چونکہ میرے حلقہ سے related ہیں اور اس کا اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک کو ٹھوکر نیاز بیگ سمجھ لیں اور دوسرا کالا شاہ کاکو ہے۔اتنا زیادہ فاصلہ ان کے درمیان ہے اور اس لسٹ میں آپ چیک کر لیں کہ ہر پٹواری کو دو حلقے اور تین حلقوں کے اضافی چارج سے نوازا گیا ہے۔اسی طرح ایک میرا حلقہ L-9/120 ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:انہوں نے پٹواریوں کی کل اسامیاں جو بتائی ہیں وہ 209 ہیں لیکن 153 وہاں پر تعینات ہیں تو باقی اسامیاں خالی ہیں یا نہیں آپ نے کھڈے لائن لگایا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! کچھ پٹواری ریٹائر ہو گئے ہیں اور نئی ریکروٹمنٹ پر حکومت نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ کچھ کی انکوائریاں لگی ہوئی ہیں اس لئے جو خالی ہیں انہیں اضافی چارج دے کر ان حلقوں کا کام سونپا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایسا ہرگز نہیں ہے اور بات وہی ہے کہ جو منظور نظر ہے اسے نوازا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک پٹواری ٹھوکر پر تعینات ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تجویز دیں ناں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 120/9-L کمیر کا علاقہ ہے اور یہ صفحہ نمبر ایک اور سیریل نمبر 15 پر منظور احمد نام کا پٹواری وہاں پر تعینات ہے۔ کمیر والے ساہیوال سے 40 کلو میٹر کے فاصلے پر بیٹھے ہیں اور وہ پٹواری ساہیوال سٹی میں کام کر رہا ہے۔ کیا یہ اندھیر نگری نہیں ہے کہ جو علاقہ جس میں پٹواری تعینات کیا گیا ہے وہاں پر وہ جا کر کام ہی نہیں کرتا اور اگر دو دو حلقے ہیں تو وہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی شکایت پارلیمانی سیکرٹری کو کریں اور متعلقہ ڈی سی او کو کریں۔ ان کے پاس کل اسامیاں 209 ہیں اور پٹواری 153 ہیں تو ظاہر ہے کہ کام چلانے کے لئے کسی کو تو چارج دینا ہے۔ جب نئی ریکروٹمنٹ ہو گی تو یہ اسامیاں بھی fill کر دی جائیں گی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کام چلانا ہے تو ہمسایہ حلقہ کا چارج دے دیں تو adjacent اور adjoining حلقہ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ کی یہ تجویز اچھی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کوشش کریں کہ قریب قریب کے حلقے انہیں دیں۔ ایک بندے کو اگر آپ 40 کلو میٹر دور بھجوائیں گے تو اس نے کام کہاں کرنا ہے، شہر میں بیٹھ کر کرنا ہے۔ لوگوں کو مسائل تو درپیش ہوں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایک اور یہ ڈائریکشن دے دیں کہ جس حلقے میں پٹواری تعینات ہے وہاں پر وہ کام کرے کیونکہ لوگوں کو ایک فرد لینے کے لئے 40 کلو میٹر روز سفر کرنا پڑتا ہے اور وہ فرد۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! یہ آپ کا کام ہے کیونکہ آپ منتخب عوامی نمائندے ہیں اور ان کی کارکردگی آپ نے چیک کرنی ہے۔ اگر وہ وہاں پر ڈیوٹی نہیں دیتے تو آپ وہاں پر بیٹھے ہوئے ڈسٹرکٹ

ایڈمنسٹریشن کے متعلقہ افسران کے نوٹس میں لے کر آئیں اور یہاں پر بیٹھے پارلیمانی سیکرٹری کے نوٹس میں لائیں وہ اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اللہ کے فضل سے پچھلے ڈیڑھ سال سے ایم پی اے ہوں اور میں ڈیڑھ سال سے کوشش کرنے کے بعد آج اس معزز ایوان میں آپ کو اپنی تکلیف بتا رہا ہوں اور آپ کا اگر یہ اشارہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ملک صاحب کے ساتھ وقفہ سوالات کے بعد بیٹھیں اور ان کی تکلیف کو دُور کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک صاحب! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3557 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی سی او ساہیوال کے زیر التواء انکوائریوں سے متعلقہ تفصیلات

*3557: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی سی او ساہیوال کے پاس پچھلے تین سال سے کن کن اہلکاران و افسران کی انکوائریاں زیر التواء ہیں ان کے نام، عہدہ اور محکمہ کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنی انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں اور ان میں سے کیا کیا سزائیں کن کن ملازمین کو دی گئیں ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ج) درج بالا ملازمین میں سے جن کی انکوائریاں ابھی تک زیر التواء ہیں ان کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ڈی سی او ساہیوال کے پاس جن اہلکاران و افسران کی انکوائریاں زیر التواء ہیں ان کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 33 انکوائریاں مکمل ہوئیں جن کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زیر التواء انکوائری ہائے میں سے بعض تا فیصلہ عدالت انسداد رشوت ستانی زیر التواء ہیں۔ان کا فیصلہ عدالت انسداد رشوت ستانی کی judgement کی روشنی میں کیا جائے گا۔جبکہ کچھ انکوائری ہائے کے فیصلے کی مدت PEEDA Act, 2006 کے تحت 60یوم ہے بقایا انکوائری افسران کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ زیر ہائے انکوائری کا جلد از جلد فیصلہ کریں۔ تفصیل انکوائری جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جتنی بھی انکوائریاں ہیں ان میں یہ جواب آیا ہے کہ کوئی یکم جنوری 2014 سے pending ہے اور کوئی 30۔اپریل سے pending ہے اور اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ یہ 15 دنوں میں مکمل ہونی تھی یا 60 دنوں میں مکمل ہونی تھی۔اب تو 2014 ختم ہونے والا ہے۔میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کر رہا ہوں کہ اگر یہ اسے dispose of کریں، یہ ملازمین کے متعلق میں بات کر رہا ہوں کہ اگر ان کی انکوائریوں کو dispose of کریں تاکہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں کام کریں کیونکہ اس میں زیادہ تر پٹواری اور کلرکس ہیں، اگر یہ انکوائریاں مکمل ہوں گی تو وہ ملازمین آئیں گے اور کام کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اس سوال کو dispose of کریں بلکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس پر decisions دیں اور جلدی کریں کیونکہ ملک صاحب کہہ رہے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ایک سوال نمبر 3690 جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے جس کا جواب ایوان میں نہیں دیا گیا تو اس سوال کو بھی میں متعلقہ کمیٹی کو بھجوا رہا ہوں تاکہ قائمہ کمیٹی اس کی انکوائری کر کے اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ یہاں پر محکمہ نے written land record Computerized دسمبر 2014 میں مکمل کرنے کا وعدہ کیا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے مجھے 2015 کہا ہے۔یہ سوال اسی تاریخ کے حوالے سے کمیٹی کو جا چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھجوا دیا ہے۔بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد: محکمہ مال کی اراضی و دیگر تفصیلات

*2105: **محترمہ مدیحہ رانا:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ ہذا کی کل کتنی اراضی کس کس جگہ پر ہے؟

(ب) مذکورہ اراضی میں سے کتنی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان لوگوں کے نام، ولدیت مع پتا جات اور موضع سرکاری اراضی کی تفصیل کیا ہے؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور ان افراد کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ مال کی کل اراضی 179794 ایکڑ چھ کنال چار مرلے ہے جو کہ تحصیل سٹی، صدر فیصل آباد، جڑانوالہ، سمندری، تاندلیانوالہ اور چک جھمرہ میں واقع ہے۔

(ب) اراضی بقدر 14396 ایکڑ چار کنال چھ مرلے پٹا پر دی گئی ہے جس سے کل آمدن سالانہ 49433632/- روپے وصول ہوتے ہیں۔

(ج) رقبہ بقدر 25 ایکڑ دو مرلہ پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے جس کی تحصیل وار لسٹ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکم امتناعی عدالت عالیہ و عدالت دیوانی کی وجہ سے رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار نہ ہو سکتا ہے جونہی عدالت عالیہ و عدالت دیوانی سے فیصلہ ہو گا اس کے مطابق رقبہ واگزار کرنے کی کارروائی فوراً عمل میں لائی جائے گی۔

(د) صرف 25 ایکڑ 2 مرلے رقبہ واگزار کروانا باقی ہے جبکہ اس رقبہ میں سے 9 ایکڑ 6 کنال 2 مرلے تحصیل سٹی فیصل آباد اور 15 ایکڑ 02 کنال تحصیل سمندری کا ہے۔ حکم امتناعی عدالت عالیہ لاہور موجود ہے جونہی عدالت عالیہ سے فیصلہ ہوگا اس کے مطابق فوراً کارروائی کی جائے گی۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں کام کرنے والے پٹواریوں کے تبادلہ جات و دیگر تفصیلات

*2366: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد سے یکم مئی 2013 سے آج تک کتنے پٹواریوں کے تبادلہ جات کئے گئے ہیں، ان کے نام، ولدیت جس جگہ سے تبادلہ کیا اس کی تفصیل فراہم کریں، ان کے تبادلہ جات کرنے کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) کتنے ملازمین کے تبادلہ جات دوبارہ ان کی سابقا جگھوں پر کتنے عرصہ کے بعد کئے گئے ان کے تبادلہ جات سابقا جگہ پُر کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس حلقہ میں ہونے والے تمام پٹواریوں کے تبادلہ جات کی تحقیقات محکمہ انٹی کرپشن سے کروانے اور بلاوجہ تبادلہ جات کرنے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع فیصل آباد کے مہیا کئے گئے جواب کے مطابق پی پی۔58 میں واقع 17 پٹوار سرکل ہائے میں تعینات پٹواریاں کے تبادلہ جات کئے گئے ہیں فہرست (بابت نام، ولدیت اور جس جگہ سے تبادلہ کیا گیا ہے۔ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تمام تبادلہ جات انتظامی و مفاد عامہ میں کئے گئے ہیں۔

(ب) دو پٹواریاں کے تبادلہ جات سابقا جگھوں پُر کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام پٹوار سرکل	نام پٹواری معہ ولدیت	تاریخ موجودہ تعیناتی	کتنے عرصہ کے بعد سابقا پٹوار سرکل میں تعیناتی کی گئی
1	کلیانوالہ	امان اللہ ولد سید	27-09-2013	6Y-10M-7D
2	498گ ب	امین اللہ ولد سید	26-08-2013	5Y-10M-4D

ان کے تبادلہ جات انتظامی و مفاد عامہ میں کئے گئے ہیں۔

(ج) پٹواری کی اسامی تحصیل لیول کی اسامی ہے اور اسسٹنٹ کمشنر کسی بھی پٹواری کا تبادلہ تحصیل کے کسی بھی حلقہ میں انتظامی طور پر کرنے کا مجاز ہے چونکہ ڈسٹرکٹ کلکٹر فیصل آباد کے مہیا کردہ جواب کے مطابق تمام تبادلہ جات انتظامی و مفاد عامہ میں کئے گئے ہیں اس لئے ان کی تحقیقات محکمہ انٹی کرپشن سے کروانے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد وٹوبہ ٹیک سنگھ: سیلاب کے متاثرین کی تفصیلات

*3116: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں دریائے راوی کے سیلاب سے سال 2012 اور 2013 میں کتنا رقبہ متاثر ہوا، تفصیل چک، گاؤں اور قصبہ وار بتائیں؟

(ب) ان تحصیلوں میں حکومت کے کن کن نمائندوں نے متاثرین سیلاب کا سروے کیا؟

(ج) ان تحصیلوں میں متاثرین سیلاب کی مالی یا دیگر کس طرح حکومت نے مدد کی اور کتنی رقم متاثرین میں تحصیل وار تقسیم کی گئی؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان تحصیلوں میں کسانوں/زمینداروں کو کوئی ریلیف حکومت نے نہ دیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان تحصیلوں میں غریب کسانوں/زمینداروں کو مالیہ/آبیانہ معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 2012 کے دوران کسی قسم کا کوئی سیلاب نہ آیا تھا تاہم سال 2013 کے سیلاب کی وجہ سے حسب ذیل نقصان ہوا۔

تحصیل کا نام	نام متاثرہ گاؤں	نقصانات فصلات (ایکڑ)	نقصان مکانات
کمالیہ	36	6040	71
پیر محل	19	6869	69
کل	55	12909	140

ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کی چٹھی مورخہ 2014۔05۔08 کے مطابق تحصیل کمالیہ اور پیر محل کے درج ذیل چکوک میں رقبہ متاثر ہوا چک نمبر 772/GB، جنگل جارولا، رام پور، بیلا سیماں ہراج، بیلا سرور ہراج، کچلمبا، جنگل مائی صفوراں، حیات شاہ، چک نمبر 765/GB،

صلاحون شاہ، پنڈی، مونین، شاہ پور، نکراری، جنگل امام شاہ، ڈھڈی، درگاہی پل، چراغ شاہ، موضع جوسہ، GB/731، GB/732، GB/742، GB/734، شیر سنگھ 3/57ٹکڑا 57/4ٹکڑا، کلیرا کلاں، حیات کے کاٹھیا، بگار، 2/58ٹکڑا، 3/58ٹکڑا جھنگی پاہوران، کچھی مراد خان، جھلار سانگلہ، حویلی تارا، موجو کاٹھیا، موضع محرم کاٹھیا، شاہ ابال شاہ، کوٹ پٹھاناں، موضع باب، موضع، ککری شیر شاہ، موضع رجب کاٹھیا، موضع دھرنا، بکھو سنپال، کنڈ بکھو سنپال، موضع سلطان کے، بیگالی، موضع موھلاں والی موضع کنڈ کرم کاٹھیا، موضع خوشحال کے بیگالی، موضع کھوکھر، موضع جلوکا، جلمانوالی، موضع کنڈ بیلا، ٹنڈیاں، موضع محمد شاہ، موضع مائی فتیانہ، موضع غلام حسین ویروآنہ، اور 3163افراد متاثر ہوئے۔

(ii) صوبہ پنجاب میں تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز / کمشنرز کو بذریعہ چٹھی جات مورخہ 13۔09۔05، 13۔09۔09، 13۔09۔04اور 13۔09۔11عرض داشت کی کہ فلڈ 2013 کے متاثرہ علاقہ جات کی سروے رپورٹس مورخہ 13۔09۔13تک بھیجنے کا کہا گیا لیکن ضلعی انتظامیہ فیصل آباد کی طرف سے ایسی کوئی رپورٹ وصول نہ ہوئی جس کی وجہ سے ضلع فیصل آباد کا کوئی علاقہ آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا۔

تاہم مذکورہ ڈی سی او فیصل آباد نے بذریعہ چٹھی مورخہ 14۔02۔03اور 14۔08۔09کو رپورٹ کی کہ تحصیل تاندلیانوالہ میں سال 2013 کے سیلاب کی وجہ سے درج ذیل چکوک میں 5836ایکڑ رقبہ متاثر ہوا اور 9214افراد متاثر ہوئے۔

موضع شیرازہ، موضع جلی فتیانہ، موضع جلی ترہانہ، موضع عالم شاہ تاجہ، موضع دلیوالی، موضع حکیم کے کاٹھیے، موضع ابوہنیوال، موضع جٹکے حیات کے، موضع پنڈی شیخ موسیٰ، اراضی دھن سنگھ، عالم شاہ کھگہ، موضع سعی کے، موضع ملنگ، 610گ ب موضع ٹھٹھہ بیگ، مہر شہانہ، کنڈ نیکاوصلی، ٹھٹھہ اسماعیل حاجی وٹو، چپن سعی کے، مکھن وٹو، کلاں نیکاوصلی، بھلار رجوکہ، ٹبہ ڈھک صلاح، ٹالی کھپیاں، جھالرہ، مینگل سرکار خاص، سرور کے، جوڑی، ڈھوڈھیرہ، جسوکے سموے، سیال، خورد نیکاوصلی، بولے شاہ، کھچی امیر کلیانوالہ بورڈ لو 3/53ٹکڑا، 7/53ٹکڑا۔

(iii) ضلعی انتظامیہ کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ لینڈ ایڈمنسٹریشن مینول کے مطابق کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمیٹیز (پریونشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت سروے کرائے اور آفت زدہ قرار دینے کے لئے رپورٹ ریلیف کمشنر بورڈ آف ریونیو کو بھجوائے۔ اس سلسلہ میں محکمہ مال وانہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔

آفت زدہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل حکومتی محصولیات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1۔ زرعی انکم ٹیکس

2۔ آبیانہ

3۔ ترقیاتی محاصل

4۔ لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ جات کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

(ب)

(i) سال 2013 میں تحصیل کمالیہ میں دوران سیلاب کمشنر فیصل آباد اور ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ نے متاثرہ علاقہ جات کا دورہ کیا جبکہ پٹواری / قانونگو / اسسٹنٹ کمشنر اور فیلڈ ریونیو عملہ نے سروے کیا۔

(ii) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں اسسٹنٹ کمشنر بمعہ عملہ فیلڈ نے متاثرہ علاقہ جات کا سروے کیا۔

(ج) تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ و تحصیل کمالیہ میں حکومت کی طرف سے متاثرین سیلاب سال 2013 کے لئے 590 ٹینٹ اور 6992 فوڈ ہیمپرز تقسیم کئے گئے مزید برآں مبلغ 4,080,000/۔ روپے کی رقم بذریعہ چیک (132 افراد جن کے مکانات مکمل طور پر متاثرہ ہوئے تھے) فی کس مبلغ 30,000/۔ روپے اور آٹھ افراد (جن کے مکانات جزوی متاثر ہوئے کو فی کس 15000/۔ روپے مورخہ 2013-11-19 کو عوامی نمائندہ گان کی موجودگی میں ٹی ایم اے ہال میں تقسیم کئے گئے۔

(د) متاثرین سیلاب تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ حکومت کی طرف سے جو ریلیف دیا گیا اس کی تفصیل جز (ج) میں درج ہے۔

(ہ)

(i) پنجاب گورنمنٹ نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر CR.II/280/2013-210 مورخہ 5۔اکتوبر 2013، 12 چکوک (جنگل جرولہ، رام پور، بیلہ سیماں ہراج، بیلہ سرور ہراج، ڈھڈی، درگاہی پور، چراغ شاہ امب، حویلی تارا، موضع محرم کاٹھیا، موضع درسانہ، بکھو سنپال،

کنڈ بکھو سنپال) کو آفت زدہ قرار دیا اور ان مواضعات میں آبیانہ، زرعی انکم ٹیکس و لوکل ریٹ فصل خریف 2013 کے لئے معاف کر دیئے۔

(ii) کیونکہ پہلی مرتبہ ڈی سی او فیصل آباد نے مورخہ 14۔02۔03 کو سیلاب سے نقصان کی رپورٹ دی لہذا ڈی سی او فیصل آباد کو بذریعہ چٹھی جات مورخہ 14۔02۔12، 14۔02۔17 اور چٹھی مورخہ 14۔02۔24 اور 14۔03۔03 عرض داشت کی کہ محکمہ مال و انہار کے افسران کے ذریعے متاثرہ علاقہ جات کا مشترکہ سروے کرائے۔

محکمہ مال میں جاری احکامات پر عملدرآمد کی صورتحال

*3384: مہر خالد محمود سرگانہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیٹر نمبر 797/1092 مورخہ 2۔فروری 2001 منجانب D.L.R پنجاب لاہور نے پنجاب کے تمام آفیسرز کو خانہ کاشت کے مالکان کو خانہ ملکیت میں منتقل کرنے کا حکم دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے پہلے اور اس لیٹر کے بعد کافی لیٹرز / حکم نامے مذکورہ بالا عنوان کے تحت ضلعی آفیسرز کو بھیجے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کی کسی بھی تحصیل نے اس پر عمل نہیں کیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کی کچھ تحصیلوں نے خانہ کاشت کے مالکان کی رجسٹریاں و انتقال پر پابندی لگا رکھی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پابندی کی وجہ سے پنجاب کی آمدن میں (فی انتقال و اشٹام رجسٹری) کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب اس سلسلہ میں کیا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ نظامت کاغذات زمین پنجاب نے سرکلر نمبر 76 بذریعہ مراسلہ نمبری TR/9120۔8840 مورخہ 11۔نومبر 1999 جاری کیا۔ یہ کہ سرکلر نمبر 77 بذریعہ مراسلہ نمبری TR/1092/797 مورخہ 2۔فروری 2001 بابت خانہ کاشت میں حصہ داری منتقلی عملدرآمد رجسٹر حقداران زمین جاری ہوئے اور ازاں بعد بذریعہ مراسلہ

نمبریTR/2590۔2294مورخہ اپریل2000ومراسلہ نمبری TR/3805/4113 مورخہ29۔نومبر2007بالترتیب واپس لے لئے گئے۔

(ب) ہاں!یہ درست ہے کہ درج بالامراسلہ جات ودیگر مزید توضیحی مراسلہ جات عملہ فیلڈ کو درصوبہ پنجاب جاری ہوئے۔

(ج) ہردوسرکلر ہائے پر عملدرآمد بوقت تیاری رجسٹر حقداران زمین ہونا تھا۔سرکلر نمبر76 مورخہ11۔نومبر1999بذریعہ مراسلہ نمبری مورخہ29۔اپریل2009واپس لے لیا گیا تھا اور اسی طرح سرکلر نمبر77مورخہ2۔فروری2001بھی بذریعہ مراسلہ مورخہ 29۔نومبر2007بھی واپس لے لیا گیا جس کی وجہ سے ہردوسرکلرہائے پر عمل نہیں ہو سکا۔

(د) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے بورڈ آف ریونیو پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر LRIV/206/2012۔177 مورخہ 2۔مارچ2012دخلیکاران / موروثی مزارعین کو بلامعاوضہ حقوق ملکیت عطاکرتے ہوئے خانہ کاشت سے خانہ ملکیت میں منتقل کرنے کا حکم صادر کیااوراس پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے خانہ کاشت کے مالکان کی زمین مروجہ قانون کے مطابق بعدازاجازت بذریعہ رجسٹریاں وانتقالات منتقل ہورہی ہیں۔

(ہ) یہ درست نہ ہے جب حکومت پنجاب نے ایسی کوئی پابندی لگائی ہی نہیں تونقصان کیسے ہوگا۔

(و) مندرجہ بالاجزہائے بمطابق حقائق نہ ہیں۔

ضلع جھنگ:پی ٹی ڈی وغیرہ کی تصدیق سے متعلقہ عوامی مسائل کی تفصیل

*3385:مہرخالد محمود سرگانہ:کیاوزیرمال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ پی ٹی ڈی وغیرہ کی تصدیق اب ریونیوبورڈ کی بجائے ڈویژنل وضلعی سطح پر کرنے کی اجازت ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ صرف ضلع جھنگ میں پی ٹی ڈی وغیرہ کی تصدیق کے لئے سائیلان کی درخواستیں کافی تعداد میں جمع ہو چکی ہیں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ اب تک جتنے پی ٹی ڈی وغیرہ جھنگ کے تصدیق ہوئے وہ اپنی مرضی سے بغیر کسی تربیت کے کئے گئے ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ کئی سائیلان کافی عرصہ سے درخواستیں جمع کرواکے دفاتر کے چکر لگا رہے ہیں ان کی تصدیق بغیر کسی وجہ سے نہیں کی جارہی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی تصدیق نہ کرنے سے عوام کی تکلیف کے علاوہ کئی رجسٹریاں، بیعہ، ہبہ، وراثت وغیرہ بھی نہیں ہو رہے جس سے حکومت پنجاب کا بھی نقصان ہو رہا ہے؟

(و) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو، پنجاب، لاہور نے دستاویزات ملکیت جائیداد ہائے متروکہ کی تصدیق کے لئے ڈویژنل سطح پر کمیٹی تشکیل دی ہے۔ ضلعی سطح پر دستاویزات کی جانچ پڑتال کے بعد ریکارڈ متعلقہ ڈویژنل کمیٹی متذکرہ بالا میں پیش ہوتا ہے۔

(ب) ضلع جھنگ میں ٹوٹل 193 درخواست برائے تصدیق پی ٹی ڈی یا ٹی ڈی وغیرہ وصول ہوئیں جن میں سے 135 کیسز کی تصدیق ہو چکی ہے صرف 58 کیسز بوجہ سیلاب / سائیلان کا میٹنگ میں نہ آنا، التواء میں ہیں جو کہ جلد ہی نمٹا دیئے جائیں گے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ مکمل چھان بین کے بعد ڈویژنل کمیٹی کی سفارش کے بعد پی ٹی ڈی یا ٹی ڈی کی تصدیق عمل میں لائی جاتی ہے۔

(د) مفصل جواب جز (ب) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ہ) تصدیق دستاویزات سے مستقبل میں خریدار متروکہ جائیداد ہائے کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور مذکورہ تصدیق سے انتقال / رجسٹریاں. بیع نامہ جات یا ہبہ وراثت وغیرہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی ہے۔

(و) چونکہ بہت سارے لوگوں نے جعلی ٹائٹل ڈاکومنٹس تیار کر لئے تھے اور قیمتی شہری جائیداد کو ہڑپ کرنے کی کوشش کر رہے تھے لہذا ان ڈاکومنٹس کی تصدیق کے لئے تصدیقی کمیٹیاں ہر ڈویژن میں بنادی گئی ہیں جن کی تصدیق کے بعد مزید کارروائی / رجسٹری / انتقال وغیرہ عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اس وجہ سے موجودہ فیصلہ میں تبدیلی سر دست مناسب نہ ہے۔

لاہور: ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*3609: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے منصوبے کے لئے مالی سال 14۔2013 کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور یہ رقم کب جاری کی گئی؟

(ب) 14۔2013 کے دوران لاہور کے کتنے مواضعات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا؟

(ج) اس ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں ان کے کتنے ماہانہ اخراجات ہیں؟

(د) اس وقت لاہور میں کتنے فیصد کام کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنے فیصد بقایا ہے؟

(ہ) کیا ضلع لاہور کا تمام کام 14-2013 کے دوران کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا منصوبہ ورلڈ بنک سے معاہدے کے تحت شروع کیا گیا ہے اس سلسلے میں ورلڈ بنک سہ ماہی بنیادوں پر کی گئی منصوبہ بندی کے تحت فنڈز کا اجراء کرتا ہے۔
مالی سال 14-2013 میں 200 ملین روپے ضلع لاہور کے لئے مختص کئے گئے تھے اور یہ تمام رقم 19۔نومبر 2013 کو ورلڈ بنک نے جاری کر دی تھی۔

(ب) کمپیوٹرائزڈ فردات ملکیت اور تصدیق انتقالات کی خدمات کا آغاز ضلع لاہور کی جملہ پانچ تحصیلوں میں سال 2012 سے شروع کیا جا چکا ہے۔ ضلع لاہور کے 363 مواضعات میں سے 162 مواضعات کی کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ مکمل کی جا چکی ہے جبکہ مزید 104 مواضعات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں جن کو جون / جولائی 2014 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ ضلع لاہور کے بقایا 97 مواضعات میں سے، 60 کا بندوبست کیا جا رہا ہے، 30 مواضعات کے رجسٹر حقداران زمین ضلعی ریونیو انتظامیہ، لاہور مکمل کر رہی ہے اور سات مواضعات زیر اشتمال ہیں۔ ان 97 مواضعات میں تکمیل کام بندوبست، اشتمال اور تیاری رجسٹر حقداران زمین کے بعد کمپیوٹرائزیشن کا کام فی الفور شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈز ایک مرحلہ وار پروگرام ہے جو لینڈ ریکارڈ کی سکیننگ، ڈیٹا انٹری، انتقالات اور فرد بدرات کے عملدرآمد کے مراحل پر مشتمل ہے۔ ضلع لاہور کے لئے یہ تمام خدمات انٹرنیشنل معیار کی فرم Accountancy Outsourcing Services (AOS) open competition اور شفاف طریقے سے منتخب کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں فنڈز کی فراہمی سرانجام دیئے گئے کام کی بنیاد پر مروجہ قوانین کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ ضلع لاہور کے بقایا 97 مواضعات میں سے، 60 کا بندوبست کیا جارہا ہے، 30 مواضعات کے رجسٹر حقداران زمین ضلعی ریونیو انتظامیہ، لاہور مکمل کر رہی ہے اور سات مواضعات زیر اشتمال ہیں۔ ان 97 مواضعات میں تکمیل کام بندوبست، اشتمال اور تیاری رجسٹر حقداران زمین کے بعد کمپیوٹرائزیشن کا کام فی الفور شروع کر دیا جائے گا۔

(ہ) یہ امید کی جاتی ہے کہ 104 مواضعات جو کہ تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں کو جون / جولائی 2014 تک مکمل کر لیا جائے گا جبکہ باقی ماندہ 97 مواضعات میں تکمیل کام بندوبست، اشتمال اور تیاری رجسٹر حقداران زمین کے بعد کمپیوٹرائزیشن کا کام فی الفور شروع کر دیا جائے گا۔

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر وقوع پذیر ہوں گے جن میں سے اب تک 108 سروس سنٹرز سے بعد از تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 35 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: سرکاری اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*3624: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حکومت پنجاب کا کل کتنا رقبہ کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) نمبرداری سکیم کے تحت کن کن اشخاص کو کتنا کتنا رقبہ کہاں کہاں الاٹ کیا گیا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ آمدہ منجانب ڈسٹرکٹ کلکٹر، ٹوبہ ٹیک سنگھ مندرجہ ذیل تحصیلوں میں حکومت پنجاب کا بقایا سرکار رقبہ واقع ہے:

1. تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بقایا سرکار رقبہ 517 ایکڑ دو کنال اور سولہ مرلے موجود ہے جس کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2. تحصیل گوجرہ میں بقایا سرکار رقبہ 317 ایکڑ چھ کنال اور آٹھ مرلے موجود ہے جس کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
3. تحصیل کمالیہ میں بقایا سرکار رقبہ 242 ایکڑ دو کنال اور بارہ مرلے موجود ہے جس کی تفصیل جھنڈی (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4. تحصیل پیر محل میں بقایا سرکار رقبہ 271 ایکڑ پانچ کنال اور بارہ مرلے موجود ہے جس کی تفصیل جھنڈی (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لہذا اس طرح بمطابق رپورٹ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل رقبہ تعدادی 1349 ایکڑ اور ایک کنال بقایا سرکار کی صورت میں موجود ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ آمدہ منجانب ڈسٹرکٹ کلکٹر، ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیلوں میں رقبہ سرکار لمبرداری گرانٹ سکیم کے تحت جن لمبرداروں کو رقبہ الاٹ شدہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مواضعات میں 197 لمبرداران کو رقبہ تعدادی 2468 ایکڑ اور تین مرلے لمبرداری گرانٹ سکیم کے تحت الاٹ شدہ ہے جس کی تفصیل جھنڈی (ٹ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2. تحصیل گوجرہ کے مواضعات میں 82 لمبرداران کو رقبہ تعدادی 978 ایکڑ اور سولہ مرلے لمبرداری گرانٹ سکیم کے تحت الاٹ شدہ ہے جس کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
3. تحصیل کمالیہ کے مواضعات میں 71 لمبرداران کو رقبہ تعدادی 859 ایکڑ چھ کنال اور چودہ مرلے لمبرداری گرانٹ سکیم کے تحت الاٹ شدہ ہے جس کی تفصیل جھنڈی (چ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4. تحصیل پیر محل کے مواضعات میں 134 لمبرداران کو رقبہ تعدادی 1645 ایکڑ اور پانچ کنال لمبرداری گرانٹ سکیم کے تحت الاٹ شدہ ہے جس کی تفصیل جھنڈی (ح) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لہذا اس طرح ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل 484 لمبرداران کو رقبہ تعدادی 5951 ایکڑ پانچ کنال اور 10 مرلے لمبرداری سکیم کے تحت الاٹ کیا گیا ہے۔

چولستان کے علاقہ میں رقبہ کی تفصیلات

*3645: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چولستان کا علاقہ کتنے رقبہ پر محیط ہے، اس وقت کتنے رقبہ پر کاشت ہو رہی ہے؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران اس میں سے کتنے رقبہ کو قابل کاشت بنایا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چولستان کا رقبہ 66،55،360 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے اور ایم ڈی چولستان کی رپورٹ کے مطابق فصل ربیع 2014 1,59,485 ایکڑ رقبہ پر کاشت ہو رہی ہے۔

(ب) ایم ڈی چولستان کی رپورٹ کے مطابق پچھلے پانچ سالوں کے دوران 64,592 ایکڑ رقبہ کو قابل کاشت بنایا گیا۔

رحیم یار خان: کلیم کی آبادیوں میں رجسٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

*3708: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2007 تک ضلع رحیم یار خان میں کلیم کی آبادی میں ایکسائز کے ریکارڈ کے مطابق رجسٹریاں ہوتی رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2008 میں حکومت پنجاب کی طرف سے کلیم کی آبادیوں کی رجسٹریاں بند کر دیں جس سے ایک طرف تو عوام کی حق رسی نہیں ہو رہی جبکہ دوسری طرف ریونیو محکمہ کو سالانہ کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اپنے اس فیصلہ کو دوبارہ زیر غور لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2007 میں تحصیل رحیم یار خان اور تحصیل خان پور میں کلیم کی آبادی (جس میں PTD/TO/TD جاری ہوئے تھے) کی رجسٹریاں ہوتی رہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے ایسی پراپرٹی جن میں PTD/TO/TD جاری ہوئے ان کی مزید رجسٹری سے پہلے ٹائٹل ڈاکومنٹ یعنی PTD/TO/TD کی ڈویژنل ویریفکیشن کمیٹی جو کہ کمشنر بہاولپور کی سربراہی میں ہوتی ہے تصدیق ضروری قرار دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ بہت سارے لوگوں نے جعلی ٹائٹل ڈاکومنٹس تیار کر لئے تھے اور قیمتی شہری جائیداد کو ہڑپ کرنے کی کوشش کر رہے تھے لہذاان ڈاکومنٹس کی تصدیق کے لئے تصدیقی کمیٹیاں ہر ڈویژن میں بنادی گئی ہیں جن کی تصدیق کے بعد مزید کارروائی / رجسٹری / انتقال وغیرہ عمل میں لائی جاسکتی ہے اس وجہ سے موجودہ فیصلہ میں تبدیلی سردست مناسب نہ ہے۔

تحصیل کھاریاں میں پٹوار سرکل سے متعلقہ معلومات

*3758: میاں طارق محمود: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان تحصیل کھاریاں میں settlement کے جو پٹواری کام کر رہے ہیں ان کے نام وپتاجات بیان فرمائیں؟

(ب) یکم دسمبر2013 سے آج تک اس پٹوار سرکل میں تعینات کس کس settlement کے پٹواری کا تبادلہ یہاں سے ہوا اور کتنی دفعہ ان کا تبادلہ منسوخ ہوا، بار بار تبادلہ کرنے اور منسوخ کرنے کی وجوہات بتائیں؟

(ج) اس پٹوار سرکل میں تعینات کس کس settlement کے پٹواری کے پاس اضافی چارج ہے اور ان کو اضافی چارج دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیااس پٹوار سرکل یا تحصیل کھاریاں میں settlement کے پٹواریوں کی کمی ہے جو اس پٹوار سرکل میں تعینات پٹواریوں کے پاس اضافی چارج ہیں؟

(ہ) تحصیل کھاریاں میں settlement کے کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں کس کس کے پاس اضافی چارج ہے اور کس پٹواری کے پاس کسی بھی پٹوار سرکل کا چارج نہ ہے؟

(و) کیاحکومت اس تحصیل میں settlement میں تعینات پٹواریوں سے اضافی چارج واپس لینے اور جن کے پاس کسی بھی سرکل کا چارج نہ ہے ان کو اس حلقہ کا چارج دینے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان میں اس وقت ملک افتخار احمد پٹواری کام کر رہا ہے۔

(ب) 6۔دسمبر 2013 سے لے کر آج تک پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان سے صرف محمد آصف پٹواری کا تبادلہ ہوا اور ایک بار اس کا تبادلہ held in abeyance کیا گیا۔ مکمل تفصیل کچھ یوں ہے کہ محمد آصف پٹواری مورخہ 11-09-24 سے پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان تعینات تھا۔ تاہم عدم دلچسپی کے باعث محمد آصف پٹواری نے اس حلقہ کا بندوبست کا کام بروقت مکمل نہ کیا۔ اس کی poor performance کی وجہ سے بذریعہ آرڈر نمبری 701/PK مورخہ 13-11-27 محمد آصف پٹواری کو اس پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان سے ٹرانسفر کر کے بطور پٹواری حلقہ چک محمود لگایا گیا۔ مورخہ 13۔11۔28 کو حسب رپورٹ ریونیو افسر حلقہ پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان کا اضافی چارج ملحقہ پٹوار سرکل چکوڑی شیر غازی نمبر 1 کے پٹواری ملک افتخار احمد کو دیا گیا۔ بعد ازاں محمد آصف پٹواری نے EASO کھاریاں کے پاس پیش ہو کر پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان کا بندوبست کا کام جلد مکمل کرنے کی assurance دی لہذا بذریعہ آرڈر نمبری 731/PK مورخہ 13-12-03 محمد آصف پٹواری کے اس پٹوار سرکل سے تبادلہ کا آرڈر مورخہ 13۔11۔27 تا حکم ثانی held in abeyance کیا گیا اور 13۔11۔27 کو ہی ملک افتخار احمد پٹواری سے پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان کا اضافی چارج واپس لے کر محمد آصف پٹواری کو سونپا گیا۔ بعد ازاں بندوبست کے کام کی رفتار (progress) کا جائزہ لینے کے لئے مورخہ 13۔12۔27 کو ایک میٹنگ دفتر EASO کھاریاں منعقد ہوئی۔ دوران میٹنگ یہ بات عیاں ہوئی کہ محمد آصف پٹواری نے assurance دینے کے باوجود بھی بندوبست کا کوئی کام نہ کیا ہے جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے بندوبست کا کام جلد مکمل کرنے کے لئے واضح ہدایات جاری کی گئیں تھیں۔ محمد آصف پٹواری کے پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان سے ٹرانسفر کے حکم کو عارضی التواء یعنی held in abeyance کرنے کی بابت جاری شدہ حکم بذریعہ آرڈر نمبر 804/PK مورخہ 13-12-27 واپس لے لیا گیا اور پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان کا اضافی چارج دوبارہ ملک افتخار احمد پٹواری کو سونپا گیا جو کہ تاحال تسلی بخش طور پر اس حلقہ میں کام کر رہا ہے۔

(ج) پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان کا اضافی چارج ملحقہ پٹوار سرکل چکوڑی شیر غازی نمبر1 کے پٹواری ملک افتخار احمد کے پاس ہے۔اس کو اس خالی حلقہ کا چارج بوجہ کمی پٹواریاں ملحقہ حلقہ کا پٹواری ہونے کی وجہ سے ریونیو افسر حلقہ کی تحریری گزارش recommendation پر دیا گیا۔

(د) تحصیل کھاریاں میں عرصہ دراز سے پٹواریوں کی بھرتی نہ ہونے کی وجہ سے 20 اسامیاں خالی ہیں۔پٹواریوں کی کمی کے باعث بندوبست کے کام کی تکمیل اور دیگر سرکاری فرائض کی ادائیگی کے لئے خالی پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان کا اضافی چارج ملحقہ پٹوار سرکل چکوڑی شیر غازی نمبر1 کے پٹواری ملک افتخار علی کو ریونیو افسر حلقہ کی تحریری گزارش /recommendation پر دیا گیا۔

(ہ) تحصیل کھاریاں میں settlement کے پٹواریاں کی کل منظور شدہ اسامیاں 102 ہیں۔جن میں 82 پٹواری on role ہیں جبکہ اس وقت 20 اسامیاں خالی ہیں۔مندرجہ ذیل پٹواریاں کے پاس اپنی تعیناتی والے حلقہ کے علاوہ دیگر پٹوار سرکلز کا اضافی چارج ہے۔چونکہ ضلع ہذا و تحصیل کھاریاں میں کام بندوبست جاری ہے جبکہ پٹواریاں کی کمی ہے لہذا کام بندوبست کی بروقت مطابق شیڈول تکمیل کے لئے درج ذیل پٹواریاں کو اضافی پٹور سرکل ہائے کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں:

1. سلیم سورج سبحانی پٹواری،پٹوار سرکل بدرمرجان،اضافی پٹوار سرکل موہری
2. عابد حسین پٹواری،پٹوار سرکل ڈوگہ،اضافی پٹوار سرکل کول
3. ملک افتخار علی پٹواری،پٹوار سرکل چکوڑی شیر غازی نمبر1،اضافی پٹوار سرکل کوٹلہ قاسم خان
4. محمد زبیر پٹواری،پٹوار سرکل پنجن شمانہ،اضافی پٹوار سرکل پٹیالہ
5. ریاست علی پٹواری،پٹوار سرکل خوجہ،اضافی پٹوار سرکل چک محمود
6. شفقت محمود پٹواری،پٹوار سرکل کراڑیوالہ نمبر11،اضافی پٹوار سرکل فتہ بھنڈ
7. محمد اجمل پٹواری،پٹوار سرکل مرزا طاہر،اضافی پٹوار سرکل ملوانہ
8. میاں محمد ارشد پٹواری،پٹوار سرکل بھاؤ گھسیٹ پرو،اضافی پٹوار سرکل لونگو
9. عظمت اللہ پٹواری،پٹوار سرکل ڈھو،اضافی پٹوار سرکل بدو
10. محمد احسان پٹواری،پٹوار سرکل راٹھوڑی،اضافی پٹوار سرکل بھنڈ گراں
11. جاوید خان پٹواری،پٹوار سرکل سونمبڑی،اضافی پٹوار سرکل بھورچھ II
12. عابد حسین پٹواری،پٹوار سرکل کوٹلہ ارب علیخان،اضافی پٹوار سرکل مراڑیاں I

13. ظفر احمد پٹواری، پٹوار سرکل لنگڑیال، اضافی پٹوار سرکل مراڑیاں II
14. افتخار احمد پٹواری، پٹوار سرکل ٹھوٹھہ رائے بہادر، اضافی پٹوار سرکل منگلیہ
15. مسعود احمد پٹواری، پٹوار سرکل ککرالی، اضافی پٹوار سرکل سینتھل
16. نصیر احمد پٹواری، پٹوار سرکل کھرانہ، اضافی پٹوار سرکل آچھ
17. موید الحسن پٹواری، پٹوار سرکل باغانوالہ، اضافی پٹوار سرکل سرسال
18. ملک محمد جمشید پٹواری، پٹوار سرکل چڑیاوالہ، اضافی پٹوار سرکل پنڈی اعوان، جاچووال، دلاورپور
19. محمد آصف پٹواری، پٹوار سرکل نور جمال، اضافی پٹوار سرکل چک محمود

جبکہ حسب ذیل پٹواریاں جن کی سابقہ حلقہ جات میں تعیناتی کے دوران کارکردگی کار سرکار غیر تسلی بخش رہی یا ان کے خلاف انکوائری ہائے زیر سماعت ہیں لہذا ان کی اپنے سرکاری فرائض کی ادائیگی میں عدم دلچسپی اور سابقاناقص کارکردگی کی بناء پر تاحال انہیں کسی بھی پٹوار سرکل میں تعینات نہ کیا گیا ہے:

1۔ عبدالقیوم پٹواری 2۔ محمد اشرف پٹواری
3۔ خضر حیات پٹواری (معطل شدہ) 4۔ ظفر اقبال پٹواری
5۔ راجہ فرید پٹواری

(و) تحصیل کھاریاں میں وقتاً فوقتاً administrative grounds اور public interest کے تحت پٹواریاں کی تقرری و تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔ کوٹلہ قاسم خان سمیت تمام خالی پٹوار سرکل ہائے کا اضافی چارج موزوں اور ملحقہ حلقہ جات کے پٹواریوں کو دیا گیا ہے تاکہ بندوبست کا کام بروقت تکمیل کو پہنچ سکے۔ تمام پٹواریاں جن کے پاس اضافی چارج ہے ان کی کارکردگی تسلی بخش ہے جبکہ جو پٹواریاں اس وقت فارغ ہیں ان کی ماضی قریب میں کارکردگی غیر تسلی بخش رہی ہے لہذا بندوبست کے کام کی تکمیل تک اور کسی معقول وجہ کے بغیر فی الوقت وہ پٹواریاں جو کہ سرکاری امور کی انجام دہی نہایت ذمہ داری محنت اور تسلی بخش طریقے سے کر رہے ہیں ان سے اضافی چارج واپس لے کر دوسرے فارغ پٹواریاں کو دینے سے بندوبست کا کام متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ تاہم حسب ضرورت مناسب وقت پر وہ پٹواریاں جن کے پاس کسی بھی حلقہ کا چارج نہ ہے ان کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

جھنگ: شورکوٹ میں محکمہ مال کی سرکاری زمین سے متعلقہ تفصیلات

*3779: جناب خالد غنی چودھری: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں محکمہ مال کی سرکاری زمین کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے۔یکم جنوری2010تادسمبر2013کتنی اراضی کتنے افراد کو لیز،پٹا،ٹھیکہ فروخت کے ذریعے دی گئی،ان افراد کے نام مع اراضی کی تفصیل بیان کی جائے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ب) اس وقت کتنی بنجر اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام،ولدیت،پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں، کیا حکومت تحصیل شور کوٹ میں خالی سرکاری زمین غریبوں اور بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ کے 57 چکوک میں سرکاری اراضی 1760 ایکڑ چار کنال ایک مرلہ ہے اور یہ رقبہ جات 249 افراد کو 2010 تا 2013 کے دوران دو تا پانچ سالہ پٹا/لیز پر دیا گیا ہے اور اس سے حکومت کو -/1,02,42,832 روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل شورکوٹ کے چک نمبر 499/ج ب، میں رقبہ تعدادی 160 ایکڑ سات کنال آٹھ مرلہ بنجر قدیم ہے۔ان رقبہ جات کے مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر التواء ہیں۔ تفصیل جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل شورکوٹ کے 17 چکوک میں 286 ایکڑ سات کنال چار مرلہ رقبہ پر 308 افراد نے قبضہ کر رکھا ہے جس کی تفصیل جھنڈی(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 286 ایکڑ سات کنال چار مرلہ رقبہ میں سے 94 ایکڑ تین کنال ایک مرلہ رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروالیا گیا ہے اور باقی رقبہ کے بارے رٹ پٹیشن نمبری 2010/4261،لاہور ہائی کورٹ لاہور میں زیر سماعت ہے اور کچھ رقبہ کے بارے میں کمشنر، فیصل آباد کی عدالت میں کیس زیر التواء ہے جیسے ہی عدالت عالیہ کا فیصلہ آئے گا یہ رقبہ بھی گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت الاٹ کر دیا جائے گا۔

ضلع میانوالی: حلقہ پی پی۔45 میں تعینات پٹواریوں اور قانونگو سے متعلقہ تفصیلات

*3849: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع میانوالی پی پی۔45 میں کن کن علاقوں میں کون کون سے پٹواری، قانونگو کب سے ڈیوٹی کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے پٹواری، قانونگو ایسے ہیں جو ضلع میانوالی کے رہائشی ہیں ان کے نام وپتا جات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قواعد وضوابط کے مطابق کوئی پٹواری، قانونگو اپنے ہوم ڈسٹرکٹ میں کام نہیں کر سکتا، اگر ایسا ہے تو ان اہلکاران کو حکومت فوری یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع میانوالی کے مہیا کئے گئے جواب کے مطابق ضلع میانوالی پی پی۔45 میں تین قانونگوئی سرکل آتے ہیں جن میں میانوالی سرکل، واں بھچراں سرکل اور موسیٰ خیل سرکل شامل ہیں۔ فہرست پٹواریاں، گرداور جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔45 میں تعینات پٹواریاں و گرداور ضلع میانوالی کے رہائشی ہیں۔ ان کے نام وپتا جات کی فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قواعد وضوابط کے مطابق حکومت پنجاب کا کوئی بھی پٹواری، قانونگو اپنے ہوم ڈسٹرکٹ میں کام کر سکتا ہے۔

فیصل آباد: چک جھمرہ کو تحصیل کا درجہ دینے سے متعلقہ تفصیلات

*3861: جناب آزاد علی تبسم: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کو کب تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے؟

(ب) چک جھمرہ کے تحصیل بننے کے بعد اب تک کون کون سے نئے دفاتر قائم کئے گئے ہیں، کیا تحصیل چک جھمرہ میں تحصیل آفس کے لئے بلڈنگ بنوائی گئی ہے اگر نہیں تو گورنمنٹ کب تک تحصیل بلڈنگ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) اگر مذکورہ تحصیل میں قانون و ضوابط کے تحت ابھی تک بنیادی سہولیات کے دفاترز کا قیام عمل میں نہیں لایا گیاتواس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چک جھمرہ کو مورخہ 1990۔07۔01 سے تحصیل کا درجہ دیا گیا۔

(ب) تحصیل چک جھمرہ قائم ہونے سے اب تک تحصیل کے دفتر کی نئی بلڈنگ نہ بنی ہے۔ ٹی ایم اے کی نئی عمارت بنی ہے۔اب 48K-18M رقبہ تحصیل کمپلیکس کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔فنڈ فراہم ہونے پر تحصیل کمپلیکس تعمیر ہو گا۔

(ج) اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار کے دفاتر کی تعمیر کے متعلق جواب اوپر سوال کے جز(ب) میں بیان کر دیا گیاہے۔ان دفاتر کے علاوہ دیگر دفاتر کی تعمیر محکمہ مال سے متعلقہ نہ ہے۔

گوجرانوالہ: محکمہ مال کے دفاتر میں فیس چارٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4016:چودھری اشرف علی انصاری: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں کرنا لازمی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال ضلع گوجرانوالہ کے دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں نہیں ہیں جس کی وجہ سے کئی گنازیادہ فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) پٹواری حضرات کو کرایہ دفتر، یوٹیلٹی بلز و دیگر اخراجات کی مد میں کتنے پیسے محکمہ کی طرف سے ماہانہ یا سالانہ کی بنیاد پر دیئے جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریکارڈ کو maintain کرنے کے لئے پٹواری حضرات پرائیویٹ لوگوں کو ہائر کرتے ہیں اور ان کو اجرت تنخواہ وغیرہ اپنے پاس سے ادا کرتے ہیں اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں کرنا لازمی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کلکٹر، گوجرانوالہ کے دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں ہیں اور رجسٹرڈ ہونے والی تمام دستاویزات پر فیس شیڈول کے مطابق ہی وصول کی جاتی ہے۔

(ج) لینڈریکارڈ مینول کے باب (3.57)19 کے مطابق ایک پٹواری کو اپنے متعلقہ حلقہ میں ہی اپنا پٹوار خانہ قائم کرنا ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں اسے تحصیلدار اور متعلقہ یونین کونسل کی مدد بھی حاصل ہوتی ہے۔ پٹواری کو اپنے حلقہ میں واقع کسی بھی ایک گاؤں میں اپنی رہائش رکھنا ہوتی ہے اور رہائش گاہ کے سکونتی کمروں میں سے ہی مناسب جگہ مہیا کرنا ہوتی ہے جس میں ریکارڈ وغیرہ رکھا جاسکے۔ ایسی رہائش گاہ کے حصول کے لئے پٹواری کو اس کی تنخواہ کے ساتھ ہاؤس رینٹ الاؤنس بھی ادا کیا جاتا ہے مزید برآں ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا مرحلہ تکمیل پذیر ہے اور مقامی سطح پر ریکارڈ رومز کی تعمیر کی تجویز بھی حکومت کے زیر غور ہے۔

(د) ہر پٹواری اپنا کام خود کرنے کا ذمہ دار ہے اس لئے پٹواری حضرات کو پرائیویٹ لوگوں کو ہائر کرنے کی اجازت نہ ہے۔

ضلع راجن پور میں محکمہ مال کی گاڑیوں، پٹرول اور دیگر اخراجات کی تفصیلات

*4469: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں محکمہ مال کی کل کتنی گاڑیاں ہیں، یہ کون کون سے افسران کے زیر استعمال ہیں، مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مالی سال 14۔2013 میں گاڑیوں کی R&M کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی رقم خرچ کی گئی ہے ان کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راجن پور میں محکمہ مال کی ملکیتی دو گاڑیاں ہیں۔ ایک گاڑی اسسٹنٹ کمشنر جام پور کے زیر استعمال ہے۔ یہ گاڑی بہت پرانی اور خستہ حالت میں ہے لیکن قابل استعمال ہے۔ دوسری گاڑی تحصیلدار راجن پور کو الاٹ ہے۔ یہ گاڑی 2001 میں اثاثوں کی تقسیم کے وقت کمشنر ڈیرہ غازی خان ڈویژن سے ملی تھی۔ یہ گاڑی بالکل ناکارہ ہے اور قابل استعمال نہ ہے۔

(ب) مالی سال 14–2013 میں گاڑیوں کی M&R اور POL کی مد میں صرف شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہیں:

عہدہ	قسم گاڑی	نمبر گاڑی	بجٹ M&R	خرچہ M&R	بجٹ POL	خرچہ POL
اسسٹنٹ کمشنر راجن پور	کلٹس	LEG-885	80,000/-	79,592/-	3,64,000/-	3,63,711/-

گھوڑی پال سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*4909: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنا زرعی رقبہ ہے جو گھوڑی پال سکیم یا گائے پال سکیم کے تحت ہے اور کن کن افراد کو الاٹ ہے؟

(ب) جو زرعی رقبہ گھوڑی پال سکیم یا گائے پال سکیم کے تحت لوگوں کو الاٹ ہے کیا وہ زرعی رقبہ ان کی ملکیت کیا جاتا ہے اگر ہاں تو اس حلقہ میں کن کن افراد کو حقوق ملکیت مل چکے ہیں؟

(ج) گھوڑی پال سکیم یا گائے پال سکیم کے تحت جو لوگ یہ زرعی رقبہ عرصہ دراز سے کاشت کر رہے ہیں اور ان کے نام نہ ہے کیا محکمہ ان لوگوں کے نام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گھوڑی پال سکیم کے تحت 111 ایکڑ چار کنال تین مرلہ رقبہ الاٹ شدہ ہے اور رقبہ تعدادی 614 ایکڑ چار کنال تیرا مرلہ گائے پال سکیم کے تحت الاٹ شدہ ہے۔ جن افراد کو یہ رقبہ لیز پر دیا گیا ہے ان کی تفصیل چک وار جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گھوڑی پال اور گائے پال سکیم کے تحت کسی بھی الاٹی کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے ہیں کیونکہ گھوڑی پال سکیم کے تحت مالکانہ حقوق دینے کی کوئی پالیسی ہے اور نہ ہی گائے پال سکیم جو کہ لمبرداری گرانٹ میں تبدیل ہو گئی ہے۔ ان دونوں سکیموں میں مالکانہ حقوق دینے کی کوئی شرط موجود نہ ہے۔

(ج) رقبہ زیر بحث کی ملکیت کے لئے دونوں سکیموں میں کوئی شرط موجود نہ ہے اور نہ ہی قانونی طور پر کوئی پالیسی بنائی جا سکتی ہے کیونکہ گائے پال سکیم کے تحت رقبہ جات لمبرداری گرانٹ میں تبدیل ہو گئے ہیں اور یہ رقبہ جات سروس گرانٹ کے تحت دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ رقبہ جات ملکیت کر دیئے جائیں تو آنے والے لمبرداروں کو رقبہ لمبرداری گرانٹ میں نہ دیا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے حکومت حقوق ملکیت دینے کا کوئی ادارہ نہ رکھتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پٹواری کی مدت تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

47: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک پٹواری کی قواعد کے مطابق ایک پٹوار سرکل میں مدت تعیناتی کتنی ہے کیا ایک پٹواری کی ایک ہی پٹوار سرکل میں بار بار تعیناتی روکنے کے لئے کوئی قانون ہے؟

(ب) اگر پٹواری دوران تحریر انتقالات نام / جائیداد میں کوئی غلط اندراج کر دیتا ہے تو اس کی درستی کے لئے کوئی مدت مقرر ہے، فرد بدر بنانے کے لئے جو افسران چھ، چھ ماہ معاملے کو لٹکا دیتے ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے لئے کتنی مدت انتظار کرنا ضروری ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پٹواری کی اسامی تحصیل سطح کی ہے۔ اسسٹنٹ کمشنر اپنی تحصیل میں پٹواریاں کو کسی بھی حلقہ میں انتظامی طور پر تعینات، تبدیل کرنے میں بااختیار ہے پٹواری کی ایک حلقہ میں تعیناتی کا عرصہ دیگر سرکاری ملازمین کی طرح تین سال ہی ہے قانون کے مطابق ایک پٹواری کی ایک حلقہ میں دوبارہ تعیناتی پر کوئی پابندی نہ ہے۔ عرصہ دراز سے نئی تعیناتیاں نہ ہونے کی وجہ سے اضافی چارج دینے میں کوئی امر مانع نہ ہے تاکہ کار سرکار متاثر نہ ہونے پائے۔

(ب) اگر انتقالات میں نام یا حصص کی کمی بیشی ہو تو ریونیو افسر خود بذریعہ فٹ نوٹ درستی کرنے کا مجاز ہے۔ اگر معاملہ پیچیدہ ہے تو اس کے لئے فرد بدر کا فیصلہ بھی تین ماہ کے اندر اندر کرنا ضروری ہے۔ تاخیر کی صورت میں ریونیو افسر مجاز کی وجہ تاخیر کی تفصیل / جواز کلکٹر ضلع کی خدمت میں پیش کرنا ہوتا ہے جو کہ مطابق حقائق درست لائحہ عمل تجویز کرنے میں بااختیار ہے۔

راجن پور: محکمہ مال و کالونیز کے زیر استعمال گاڑیاں اور ان کے اخراجات سے متعلقہ تفصیلات

61: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں محکمہ مال و کالونیز کی کل کتنی گاڑیاں ہیں یہ کون کون سے افسران کے زیر استعمال ہیں؟

(ب) مالی سال 14۔2013 میں P.O.L کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی، کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) مالی سال 14۔2013 میں گاڑیوں کی M&R کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راجن پور میں کالونیز کا ایک ہی دفتر ہے جو کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر راجن پور کے ماتحت کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کالونیز کے محکمہ کے لئے کسی بھی افسر کی اسامی منظور شدہ نہ ہے لہذا اس دفتر کے لئے کوئی بھی گاڑی مہیا نہ کی گئی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ کالونیز کے دفاتر کے لئے کوئی گاڑی مہیا نہ کی گئی ہے اس لئے پٹرول کی مد میں نہ کوئی رقم مختص کی گئی اور نہ کوئی خرچہ کیا گیا۔

(ج) چونکہ محکمہ کالونیز کے دفاتر کے لئے کوئی گاڑی مہیا نہ کی گئی ہے اس لئے M&R کی مد میں نہ کوئی رقم مختص کی گئی اور نہ کوئی خرچہ کیا گیا۔

موضع روشن پور ضلع سرگودھا: جامع مسجد سے ملحقہ زمین پر ناجائز قابضین سے متعلقہ تفصیلات

74: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع روشن پور پٹوار سرکل گوندپور تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا میں جامع مسجد کے نزد مربع نمبر 10 کلہ نمبر 11/6 میں شرقاً غرباً تقریباً چار پانچ کرم چوڑی شارع عام تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ شارع عام آبادی دیہہ کی جگہ پر مشتمل تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ناجائز قابضین نے مذکورہ شارع عام پر قبضہ کر کے مکان تعمیر کر لئے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا شارع عام کی حد براری (demarcation) کر کے نقشہ اور ریکارڈ کے مطابق ناجائز قابضین سے واگزار کروا کر چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر، سرگودھا ریکارڈ کے مطابق موقع پر ایک کرم گلی ہے جو کہ موقع پر قائم ہے چار پانچ کرم چوڑی نہ ہے۔

(ب) گلی مفاد عامہ کی ملکیت ہے آبادی دیہہ کی جگہ پر مشتمل نہ ہے۔

(ج) گلی موقع پر قائم ہے کوئی ناجائز تجاوز نہ ہوا ہے۔

(د) جملہ جزہائے کا جواب منفی میں ہے۔

شارع عام گلی موقع پر موجود ہے کوئی ناجائز تجاوز نہ ہوا ہے۔

سرگودھا: تحصیل بھیرہ موضع روشن پور پٹوار میں دیہہ اور شاملات سے متعلقہ تفصیلات

75: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع روشن پور پٹوار سرکل گوندپور تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا میں کتنی زمین آبادی دیہہ کی اور کتنی شاملات کی ہے؟

(ب) مذکورہ گاؤں میں آبادی اور شاملات کی اراضی کون کون سے مربع نمبر اور کس کس کلہ نمبر میں ہے اور ان پر کون کون قابضین ہیں، تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر، سرگودھا کے مطابق موضع روشن پور میں آبادی دیہہ کی کل اراضی 20 کنال 10 مرلے اور شاملات دیہہ مفاد عامہ 68 کنال آٹھ مرلے پر مشتمل ہے۔

(ب) موضع روشن پور میں آبادی دیہہ مربع نمبر 10 کلہ نمبر 9 من - 10 من - 11 من - 2 من - 19 من ہے اور اس پر آبادی دیہہ کے مالکان رہائش پذیر ہیں اور مفاد عامہ شاملات دیہہ مربع نمبر 5 کلہ نمبر 2/10 رقبہ بقدر 2 کنال پر غلام حسین ولد تاجہ قوم لک و مربع نمبر 11 کلہ نمبر 1/5 رقبہ بقدر 3 کنال 3 مرلے و مربع نمبر 14 کلہ نمبر 1 رقبہ بقدر 6 کنال احمد ولد خانو قوم ٹاٹری مالکان قابض ہیں رقبہ بقدر 19 کنال 15 مرلے پر راستہ اور گلیاں ہیں اور رقبہ بقدر 37 کنال 10 مرلے پر قبرستان ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہر حال آپ کے محکمہ کی انتہائی poor performance ہے آئندہ اس قسم کا مذاق اس ایوان میں نہیں چلے گا پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ آپ بھی نوٹ کر لیں اور آپ کا محکمہ بھی نوٹ کرلے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ آپ بہت جانتے ہیں کہ یہ معزز ایوان جو ہے یہ legislative council کا successor ہے تو جب وہ Legislative Council بنی تھی تو اس کا قیام سیکرٹریٹ میں ہوا تھا اور وہاں اُس کے اجلاس ہوتے تھے جہاں تمام Secretaries موجود ہوتے تھے۔ آج میں آپ کی توجہ یہ چاہتا ہوں کہ عرصہ چار سال پہلے پچھلی اسمبلی میں جب میں نے یہ معاملہ اُٹھایا تو محترم راناثناء اللہ خان نے یہ بات on the floor of the House کہی کہ یہ بات درست ہے کہ اجلاس کے دوران اگر فرض کریں تیس محکمے ہیں تو پانچ Secretaries ضرور ہوں گے جو ممبران کے حلقے کے معاملات کو دیکھا کریں گے لیکن اس پر ایک دن بھی عمل نہیں ہوا۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو ہمارے ممبران ہیں وہ جب ہم یہاں لاہور میں صبح اُٹھتے ہیں تو ووٹر سپورٹر لوگ آئے ہوئے ہوتے ہیں اب اُن کو انکار نہیں کیا جا سکتا اُن کے کاموں کے لئے سیکرٹریٹ یا جہاں جہاں بھی کوئی سیکرٹری صاحب ہیں جانا پڑتا ہے۔ جب ہم وہاں جاتے ہیں تو 90 فیصد Secretaries مختلف meetings میں گئے ہوئے ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے کام نہیں ہوتے اور ہم ایوان سے بھی لیٹ ہو جاتے ہیں تو میری آپ سے استدعا ہے کہ جو بات اُس وقت کہی گئی تھی اگر فرض کریں آپ جس طرح شیڈول دیتے ہیں، معاف کیجئے گا شیڈول تو اب آتا ہی نہیں ہے کسی کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ کل کس کے سوال ہیں لیکن اگر کم از کم پانچ Secretaries کو پابند کر دیا جائے اور ایوان کو بتا دیا جائے کہ آج ایجوکیشن، ہیلتھ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میری گزارش ہے کہ میں کسی قانون کے تحت اُن کو پابند نہیں کر سکتا یہ آپ کی اور جو ہمارے سابق لاء منسٹر صاحب ہیں اُن کے درمیان ایک بات ہوئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں یہ ایوان میں بات ہوئی ہے بات یہ ہے کہ ہمارے جو معزز ممبران ہیں وہ سیکرٹریٹ میں ایسے پھر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی چندہ مانگنے والے آئے ہوئے ہیں اور پیچھے کوئی پانچ آدمی آ کر پھر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب آجاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں کہ آپ ان لوگوں کو یہاں بلوا کر بٹھائیں آپ تیس میں سے پانچ Secretaries کو بٹھائیں۔ آپ کے حلقے کے کام تو شاید ہو جاتے ہیں ہمارے جو معاملات ہیں ہمیں Secretaries اگر یہاں پر مل لیں، آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اس ایوان کی عزت ہو گی تو سارے معاملات درست ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب ! میں آپ کی بات سے بالکل متفق ہوں لیکن بات یہ ہے کہ ایوان اُن کو پابند نہیں کر سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایوان پابند نہیں کر سکتا کیوں نہیں کر سکتا؟ آپ کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں بات یہ ہے آپ میری بات سنیں لاء منسٹر نے پچھلی دفعہ آپ کے ساتھ commitment کی تھی، لاء منسٹر ابھی آجاتے ہیں۔ آپ، میں اور لاء منسٹر میرے چیمبر میں بیٹھ کر اس پر بات کر لیتے ہیں اور اس کا کوئی حل نکال لیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسے شیخ علاؤالدین صاحب بات کر رہے تھے۔ میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کیونکہ تمام دوستوں کا سیکرٹریٹ کے حوالے سے یہ بڑا تلخ تجربہ چل رہا ہے اور Secretaries کے وہاں پر نہ بیٹھنے کے حوالے سے اگر آپ یہ شفقت فرما دیں ایوان اس پر consensus کر لے ہمارے اپوزیشن کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری اس میں تجویز یہ ہے اگر ہم ایوان کا ٹائم مثال کے طور پر 10:00 بجے کا ٹائم ہے تو 11:00 بجے سے پہلے ایوان شروع نہیں ہوتا اگر ہم ایوان کا ٹائم 1:00 یا 2:00 بجے کر دیں اور شام تک چلے اور صبح کو جو ہمیں 1:00 بجے تک کا ٹائم ملے وہ اگر کوئی دوست سیکرٹریٹ جانا چاہتا ہے وہ وہاں پر جا کر پھر اس دوران آپ اس بات کو ensure کروائیں۔ چیئر اس بات کو ensure کروائے کہ جب اجلاس شروع ہو گا تو اس سے پہلے صبح آٹھ بجے سے لے کر ایک بجے تک تمام Secretaries صاحبان اپنے offices میں ہوں گے ان کی جو routine کی meetings ہیں وہ تو انہوں نے کرنی ہی ہیں اگر ہم اس طرح اپنی timing کو set کر لیں کہ صبح کے ٹائم ہمیں اپنے حلقوں کے کام کروانے کا موقع مل جائے اس پر ایوان کا consensus لے لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ میرے چیمبر میں آئیں، اس پر بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 897/14 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پہلے سندھو صاحب کی بات سن لیتے ہیں۔ جی، سندھو صاحب! محترمہ آپ تشریف رکھیں میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔

CH. TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Mr Speaker! Thanks, your honour. Thank you very much. I am grateful.

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے محترم بھائی شیخ علاؤالدین بات کر رہے تھے، وہ بہت اچھی بات کر رہے تھے تو میں اس بات کو تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جو ہمارا کام ہے وہ تو ہم کرتے نہیں ہیں سیکرٹریٹ میں بیوروکریسی کے پاس جا کے سارا دن گداگری کرتے ہیں۔ بیوروکریسی اس ایوان کو answerable ہے، ہم جو بھی enactment کرتے ہیں یہاں جو میں دیکھ رہا ہوں، پچھلے سات سال سے ہمارا کام ہے کہ لاء منسٹر کو دیکھ کر ہاتھ اوپر کر دینا اور لاء منسٹر کو دیکھ کر ہاتھ نیچے کر دینا۔ بات یہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ بدقسمتی سے ہم rule of law کو adhere نہیں کرتے اور ہم اپنا اپنا کام نہیں کر رہے اگر ہم ادھر ایمانداری سے اپنا کام کریں legislation میں interest لیں تو ہمیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہی بات ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جس وجہ سے [**********] اور میں نے ایک دن Secretary to CM کو بھی کہا تھا، میری بات سنیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے بھائی سے پہلے بھی یہ کہتا ہوں کہ legislationبیوروکریسی کرتی ہے،posting transferکے پیچھے ہم ہیں کیونکہ میں نے دیکھا بطور چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی بھی اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر ہم commaبھی تبدیل کریں تو بیوروکریسی کو مسئلہ ہو جاتا ہے اور اوپر سے messageبھی آ جاتا ہے کہ آپ یہ نہ کریں میں آپ کو for God sakeیہ کہوں گا کہ اپنے آپ کو پہچانیں اور اپنے legislationکے کام میں interestلیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!ان کے بعد پھر مجھے ٹائم مل جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!میں اس تحریک التوائے کار کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!ان کے بعد پھر مجھے ٹائم مل جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!میں اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 1113/14 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔جی، شیخ صاحب!

بڑھتی ہوئی آبادی سے بے روزگاری اور مسائل میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ملک بھر اور خاص طور پر پنجاب میں آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے آئندہ چند برسوں میں دُگنی ہو جائے گی۔پنجاب جو کہ پہلے ہی بڑا صوبہ ہے لہذا آئندہ بھی بڑھتے ہوئے مسائل کا سب سے زیادہ دباؤ کا پنجاب کو ہی سامنا کرنا پڑے گا۔United Nations Population Fund (UNPF) جو کہ اقوام متحدہ کا ایک ادارہ ہے۔آبادی کی شرح کم کرنے کے لئے مسلسل کام کر رہا ہے لیکن آج تک کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ ملی ہے کیونکہ سول سوسائٹی اور علماء کرام قطعاً ساتھ دینے کو تیار نہ ہیں اور آبادی کی رفتار بڑھتی ہی جا رہی ہے۔اگر یہی حالات مزید رہے تو ترقی تو کیا ہم سابقہ اور موجودہ معیار کو بھی برقرار نہ رکھ سکیں گے۔حقیقت یہ ہے کہ 2050تک ملک کی آبادی 35کروڑ ہو جائے گی اور جس کا 63فیصد حصہ 25سال اور اس سے کم عمر نوجوان ہوں گے۔دنیا بھر میں آبادی کی سالانہ شرح کم ہو گئی ہے۔بہت سے

ممالک مثالی مقام رکھتے ہیں۔ جاپان کی آبادی آج بھی 12 کروڑ پر کھڑی ہے۔ محکمہ بہبود آبادی جو کچھ بھی کر رہا ہو لیکن آج بھی آبادی 3 فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ چھوٹی عمر کی شادیاں عجیب مسائل پیدا کر رہی ہیں۔ بے روزگار نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی اندھا دھند شادیاں وسائل پر ستم ڈھا رہی ہیں اور معاشرتی طور پر ہم خوف کے مارے اس پر بات کرنے کو بھی تیار نہ ہیں لیکن یہاں علماء کرام، اساتذہ کرام، NGO's، خاص طور پر بیگمات کی NGO's سے بھی سوال ہے کہ کبھی انہوں نے اس طرف غور کیا یا کوئی مثبت قدم اٹھایا؟ ویسے بھی صحت کے دُگرگوں معاملات درست نہیں ہو رہے اور ہسپتال خاص طور پر بڑے شہروں کے ہسپتالوں پر دباؤ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ بہبود آبادی کے سنٹر فروغ آبادی کا کام کر رہے ہیں۔ محرک یہ سوال کرنے کا بھی حق بجانب ہے کہ کیا محکمہ بہبود آبادی کے ملازمین خود اس پر عمل کر رہے ہیں؟ اس اہم قومی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے فوری کوشش کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! کیا گوندل صاحب کے پاس اس کا جواب ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! کیا آپ کے پاس اس کا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میرے پاس جواب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کی کل آبادی 1951 میں 20.541 ملین تھی جو کہ 1972 میں بڑھ کر 37.607 ہو گئی۔ 1972 میں صوبہ پنجاب کی سالانہ شرح افزائش 3.61 تھی۔ محکمہ بہبود آبادی 1965 سے کام کر رہا ہے اور شب و روز تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی رفتار کو کم کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف عمل ہے۔ یہ محکمہ بہبود آبادی پنجاب کی ہی کوششوں کا ثمر ہے کہ آج پنجاب کی آبادی کی شرح افزائش 1.79 سالانہ ہے۔ اگر محکمہ ذمہ داری کے ساتھ کام نہ کر رہا ہوتا تو پنجاب کی کل آبادی اس وقت 102.01 ملین کی بجائے 166.676 ہوتی جو کہ موجودہ تناسب کے لحاظ سے 2050 پر بڑھ کر کہیں زیادہ ہو جاتی۔ جاپان اور دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بلند شرح خواندگی اور مذہبی و معاشرتی قبولیت کے باعث آبادی کی شرح افزائش میں خاطر خواہ کمی پائی جاتی ہے جبکہ پاکستان بالخصوص پنجاب میں محکمہ بہبود آبادی ان دونوں امور کی عدم موجودگی میں آبادی کی شرح افزائش کی روک تھام میں سرگرم عمل ہے۔ جہاں تک کم عمری کی

شادیوں کا تعلق ہے تو یہ معاملہ موجودہ عمل پذیر Child Marriage Restriction Act 1962 میں ترمیم اور اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت کے ذریعے حل کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ بہبود آبادی ایک ریفرنس بوساطت وزیر بہبود آبادی متعلقہ اتھارٹی کو بھجوایا جا چکا ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے کہ محکمے کا پیغام بلا تفریق ہر خاص و عام بشمول ملازمین محکمہ بہبود کے لئے ہے اور انسان اپنی ضرورت اور وسائل کے مطابق اس کی افادیت کو سمجھتا ہے اور محکمہ کی سہولیات سے استفادہ کرتا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے حکومتی اور مذہبی سطح پر کوششوں میں اضافہ کیا بھی گیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کیا جائے گا تاکہ صوبے میں موجودہ وسائل کو بہتر طریقے سے عوام کی بہبود کے لئے بروئے کار لایا جا سکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب آ گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ان کا جواب درست ہے تو پھر آپ مجھے ان سے صرف یہ پوچھ دیں کہ یہ جو سکولوں میں، یہ کل خود ہی کہہ رہے تھے کہ سکولوں میں بچوں کی تعداد تین گنا ہو گئی ہے اور چار گنا ہو گئی ہے۔ کیا وہ بچے اوپر سے اتر رہے ہیں؟ اگر یہ شرح افزائش 1.1 پر لے گئے ہیں تو وہ بچے اوپر سے تو نہیں اتر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ enrollment کا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ چکا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! نہیں، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین: ان کا جواب غلط ہے۔ ان کو توجہ دینی چاہئے۔ آبادی بڑھ رہی ہے جس دن مردم شماری ہو گی تو اس دن پتا لگے گا کہ پنجاب کا حال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے اس کا نمبر 1124/14 ہے۔ جی، محترمہ!

سزائے موت کے قیدیوں کی پھانسی پر پابندی کی وجہ سے جیلوں کے مسائل میں اضافہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 12۔نومبر 2014 کی خبر کے مطابق حکومت کی طرف سے پھانسی پر پابندی کے نتیجے میں پنجاب کی 32 جیلوں میں 44 خواتین سمیت 5815 سزائے موت کے قیدیوں کی موجودگی کے باعث سرکاری خزانے کو سالانہ 16 کروڑ روپے کے خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیل قوانین کے مطابق سزائے موت کے فی قیدی کے لئے یومیہ تقریباً 80 روپے مختص ہیں۔ اس طرح 5815 قیدیوں کا ایک دن کا خرچہ چار لاکھ 62 ہزار 2 سو 28 روپے بنتا ہے۔ ماہانہ ایک کروڑ 39 لاکھ اور سالانہ 16 کروڑ 90 لاکھ روپے خرچ بنتا ہے جو سرکاری خزانے سے ادا کیا جاتا ہے۔ تقریباً چار سال سے سزائے موت پر پابندی کے بعد 67 کروڑ 93 لاکھ روپے جیل انتظامیہ ان قیدیوں پر خرچ کر چکی ہے جس کی وجہ سے پھانسی پر پابندی سے سرکاری خزانے کو سالانہ 16 کروڑ روپے کا خسارہ ہو رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج ہی پڑھی گئی ہے اس کا جواب ابھی آنا ہے اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1128/14 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور بورڈ کی جانب سے خریدے گئے کاغذ میں کروڑوں روپے کی خُورد بُرد کا انکشاف

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

روزنامہ "نئی بات" مورخہ 6۔نومبر 2014 کی خبر کے مطابق بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور میں کاغذ کی خریداری میں 5 کروڑ روپے کی خُورد برد کا انکشاف ہوا ہے۔ کاغذ کی خریداری آئندہ تعلیمی سال کے امتحانات کی جوابی کاپیوں کی تیاری کے لئے کی جانی تھی جس کے آرڈر اپنی من پسند کمپنی کو دے دیئے گئے۔ ذرائع کے مطابق لاہور بورڈ انتظامیہ کی طرف سے 27۔ستمبر 2014 کو 440 ٹن کاغذ خریدنے کے لئے ٹینڈر میں صرف دو کمپنیوں نے حصہ لیا۔ ٹینڈر کی بولی کے وقت بورڈ انتظامیہ کی طرف سے کاغذ کے جس معیار کے نمونے دکھائے گئے اس پر ایک کمپنی پورا اتری جبکہ دوسری نے کسی بھی قسم کے مطلوبہ نمونے فراہم نہ کئے۔ ذرائع نے بتایا کہ بورڈ انتظامیہ نے پیپرا رولز 2009 کے سیکشن 29 کی سنگین خلاف ورزی کرتے ہوئے بولی کے لئے مقرر کردہ معیار پر پورا نہ اترنے والی من پسند کمپنی کو پانچ کروڑ روپے کی غیر قانونی خریداری کا آرڈر دے دیا۔ ذرائع کے مطابق بولی میں حصہ لینے والی دونوں کمپنیوں میں سے معیار پر پورا اترنے والی کمپنی کو یکسر نظرانداز کر دیا گیا اور دوسری کمپنی کو آرڈر جاری کر دیا۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ لاہور تعلیمی بورڈ نے جس کمپنی کو کاغذ کی خریداری کا ٹھیکہ دیا تھا اس کمپنی نے مارکیٹ سے -/22 روپے فی کلوگرام مہنگا ریٹ دیتے ہوئے -/110 روپے فی کلوگرام کا ریٹ دیا تھا۔ ذرائع نے بتایا کہ امتحانات کی مد میں خریدی جانے والی جوابی کاپیوں کے لئے لاہور بورڈ نے آئندہ تعلیمی سال کے لئے ایک کروڑ کا 400 ٹن مہنگا کاغذ خریدتے ہوئے 4 کروڑ 50 لاکھ روپے کا ٹھیکہ من پسند کمپنی کو دے دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق جس کمپنی کو کاغذ کی خریداری کے احکامات جاری کئے گئے وہ بورڈ انتظامیہ کے ایک قریبی رشتہ دار کی ہے اور مبینہ طور پر خریداری کے بدلے کی جانے والی ادائیگی میں بندر بانٹ کی جائے گی لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! اس کا جواب آ چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج ہی پڑھی گئی ہے اس کا جواب ابھی آنا ہے اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے سیکرٹریٹ کا ایک procedure ہوتا ہے جس کے تحت تحریک التوائے کار کی منظوری ہوتی ہے اس کے بعد پھر یہ متعلقہ

محکمہ کو جواب کے حصول کے لئے چلی جاتی ہے۔ جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ آج پڑھی گئی ہے لہذا اس تحریک کو pending کر دیں۔ان کی یہ دلیل کوئی اس حوالے سے بنتی ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ 19۔نومبر کو ان کے پاس گئی ہے، next week میں اس کا جواب دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: دیکھیں! مہینہ ہو گیا ہے یہ دلیل نہیں بنتی۔ میں نے ایوان کی اتنی کسمپرسی پہلی دفعہ دیکھی ہے۔ میں دو دفعہ پہلے بھی ممبر رہا ہوں، جوابات آیا کرتے تھے اور منسٹر صاحب موجود ہوتے تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1129/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1130/14 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ایل ٹی سی کے سپیشل سکواڈ اوور چارجنگ کو روکنے میں ناکام

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات" مورخہ 14۔نومبر 2014 کی خبر کے مطابق محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب اور لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی طرف سے کرایوں میں کمی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کے باوجود پبلک ٹرانسپورٹ میں زائد کرائے وصول کئے جا رہے ہیں۔ لاہور میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ میں کرائے نامے ہی آویزاں نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے نجی ٹرانسپورٹرز من مرضی کے کرائے وصول کر رہے ہیں جبکہ ایل ٹی سی کے سپیشل سکواڈ بھی اس اوور چارجنگ کو روکنے میں بری طرح ناکام ہیں۔ روزنامہ " نئی بات" کے سروے کے مطابق نجی ٹرانسپورٹرز کی جانب سے انٹر سٹی ٹرانسپورٹ میں سٹاپ سے سٹاپ کرایہ -/17 روپے سے -/20 روپے تک وصول کیا جا رہا ہے جبکہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق سٹاپ سے سٹاپ کرایہ -/15 روپے ہے۔ متعلقہ اداروں کی غفلت کے باعث شہری پبلک ٹرانسپورٹ میں زائد کرایہ دینے پر مجبور ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ عوام الناس کو لاہور شہر اور گردونواح میں سستی، معیاری محفوظ اور آرام دہ پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے جس کے لئے عملی طور پر اقدامات کئے گئے ہیں اور پبلک ٹرانسپورٹ میں مزید بہتری لانے کے لئے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جارہے ہیں۔ مورخہ یکم دسمبر2014 کو حکومت کی جانب سے ڈیزل اور پٹرول کی قیمتوں میں کمی کے اعلان کے ساتھ ہی لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے شہر بھر میں ڈیزل اور پٹرول پر چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں کمی کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے جس کے مطابق سٹاپ سے سٹاپ کا کم سے کم کرایہ 13روپے کر دیا گیا ہے۔مزید یہ کہ نوٹیفکیشن جاری ہونے کے ساتھ ہی ڈیزل اور پٹرول پر چلنے والی تمام ٹرانسپورٹ کے روٹس پر نئے کرائے نامے جاری کر دیئے گئے ہیں جس پر فی الفور اطلاق کروانے کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کے enforcement کے wing کی جانب سے special escort تشکیل دیئے گئے ہیں جنہوں نے فوری طور پر متعلقہ تمام روٹس پر چیکنگ شروع کر دی ہے تاکہ زائد کرایہ وصول کرنے والی گاڑیوں کے مالکان / عملہ کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔اس کے علاوہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے شکایتی مرکز پر زائد کرایہ وصول کرنے پر مسافر حضرات کی جانب سے ٹیلیفون پر درج کی گئی شکایت پر متعلقہ گاڑیوں کے مالکان اور عملہ کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔یہاں یہ عمل قابل ذکر ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے عوام الناس میں کرایوں میں کمی کی آگاہی مہم کا آغاز بھی کیا ہوا ہے جس میں تمام مصروف اڈوں پر بینرز آویزاں کر دیئے گئے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1131/14 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ!

جھنگ میں تعمیر ہونے والی سڑک میں ناقص مٹیریل کا استعمال

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات" مورخہ 14۔نومبر 2014 کی خبر کے مطابق ایگزیکٹو انجینئر پراونشل ہائی وے ڈویژن جھنگ کی جانب سے جھنگ میں سڑک کی تعمیر کے لئے ناقص مٹیریل کے استعمال کے باعث محکمہ

مواصلات و تعمیرات کو ایک کروڑ 32 لاکھ سے زائد کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ ذرائع کے مطابق جھنگ ڈویژن میں 10 لاکھ 94 ہزار 416 مربع فٹ سڑک کی تعمیر کے لئے ٹھیکہ دیا گیا جس میں ہدایات جاری کی گئیں کہ دوانچ موٹی کارپٹ سڑک کی تعمیر کے لئے 4.5 شرح کے حساب سے سڑک پر تار کول ڈالی جائے لیکن مبینہ طور پر ایگزیکٹو انجینئر کی ملی بھگت سے ٹھیکیدار نے مختص کردہ خصوصیات کے برعکس سڑک کی تعمیر میں ناقص مٹیریل استعمال کیا اور 4.5 شرح کے بجائے 4.1 کے حساب سے سڑک کی تعمیر کی جس کے باعث سڑک جلد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ ذرائع کے مطابق محکمہ نے اس حوالے سے روڈ ریسرچ اینڈ مٹیریل ٹیسٹنگ لیبارٹری سے واقع کی رپورٹ طلب کی اور اس میں نشاندہی کی گئی کہ سڑک کی تعمیر میں مختص کردہ شرح کے مطابق مٹیریل استعمال نہیں کیا گیا جبکہ محکمہ کی جانب سے قائم کمیٹی نے اس بے ضابطگی پر متعلقہ افسر کے مؤقف کو مسترد کر دیا اور ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کی سفارش کی جس کے بعد معاملہ پر تاحال پیشرفت نہیں ہو سکی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا، میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1136/14 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

گجرات کے شہر ڈنگہ میں ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن ملتوی کرنا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جذبہ" گجرات مورخہ 9۔نومبر 2014 کی خبر کے مطابق ڈنگہ شہر میں ہونے والا ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن رک گیا۔ خبر کے مطابق دو ایام میں ڈنگہ شہر میں ناجائز تجاوزات کے خلاف نوٹس بھی جاری کئے گئے اور سپیکر پر پورے شہر میں اعلانات کرائے گئے کہ کل آپریشن ضرور ہوگا جبکہ عملہ بھی ناجائز تجاوزات ہٹانے کے لئے ڈنگہ آیا مگر اے سی کھاریاں افشاں رباب کا انتظار ہوتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اے سی کھاریاں نے انجمن تاجران کے نمائندگان سے میٹنگ بھی کی لیکن

سہ پہر کے وقت یہ آپریشن ملتوی کر دیا گیااور شہر میں یہ خبر زبان زد عام کر دی گئی کہ یہ آپریشن سیاسی طور پر ختم کر دیا گیا ہے اور اس وقت ڈنگہ شہر ناجائز تجاوزات کے نرغے میں تھا لیکن اس بار بھی یہ آپریشن سیاست کی نذر ہو گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت پنجاب اس خبر پر ایکشن لیتی اور جن خفیہ ہاتھوں کی وجہ سے یہ ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن روکا گیا ہے ان کو منظر عام پر لایا جاتا لیکن ایسا نہ کر کے عوامی نمائندوں کے خلاف پراپیگنڈہ شروع کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف عوامی نمائندوں بلکہ عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1138/14 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک چھوٹی سی بات اس کے علاوہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پہلے اسی پر بات کر لیں۔

پرائیویٹ یونیورسٹیز کے میڈیکل کالجوں میں فیسوں کی زیادتی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں تعلیم کا حصول عام آدمی کے لئے بہت مشکل ہو گیا ہے۔ تعلیم کی فراہمی کو سستا اور آسان بنانا حکومت کی دستوری ذمہ داری ہے۔ پرائیویٹ یونیورسٹیز کے قائم کردہ میڈیکل کالجوں میں تعلیم کا حصول عام آدمی کی پہنچ سے دور اور مشکل کر دیا گیا ہے جس کی بنیادی وجہ ان اداروں کی فیس ہے جو لاکھوں روپے ہے۔ اس فیس کا ادا کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ پھر اس پر المیہ یہ ہے کہ یہ میڈیکل کالج داخلہ دیتے وقت 10 سے 20 لاکھ روپے تک آف دی ریکارڈ ہر داخل ہونے والے سے فنڈز وصول کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ حکومت ان پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی ان بے محابا اور

بڑھتی ہوئی فیسوں کا جائزہ لے اوران کو پابند کرے کہ وہ جائزاور اتنی فیس وصول کریں جتنے اخراجات آتے ہیں لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کراس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کارچودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 1152/14 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سرکاری اراضی کو لیز پر نہ دے کر قومی خزانے کو نقصان پہنچانا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات " مورخہ 20۔نومبر 2014 کی خبر کے مطابق پنجاب بھر میں پانچ لاکھ ایکڑ سے زائد سرکاری اراضی سرمایہ کاروں کی منتظر ہے۔ذرائع کے مطابق پنجاب کے نو ڈویژنوں میں اس وقت ایسی لاکھوں ایکڑ سرکاری اراضی موجود ہے جو عرصہ دراز سے سرمایہ کاری کی منتظر ہے۔پانچ لاکھ 73 ہزار 700 ایکڑ اراضی کو لیز پر دے کر اربوں روپے کی آمدن حاصل کی جاسکتی ہے۔ذرائع کے مطابق راولپنڈی ڈویژن میں دو لاکھ 80 ہزار 246 ایکڑ، ڈی جی خان میں ایک لاکھ 43 ہزار 374 جبکہ بہاولپور ڈویژن میں 62 ہزار 285 ایکڑ سرکاری اراضی موجود ہے جسے لیز پر دیا جا سکتا ہے۔لاہور سمیت لاہور ڈویژن میں 12 ہزار 188، سرگودھا میں 21 ہزار 572، فیصل آباد میں 38 ہزار 35، ساہیوال ڈویژن میں 3 ہزار 818 اور ملتان ڈویژن میں 7 ہزار 764 جبکہ گوجرانوالہ ڈویژن میں 4 ہزار 425 ایکڑ اراضی موجود ہے جو لیز پر دی جا سکتی ہے۔ذرائع کا کہنا ہے کہ محکمہ مال کی جانب سے عرصہ دراز سے سرمایہ کاروں کی منتظر سرکاری اراضی کو لیز پر دینے کے لئے کوئی مؤثر حکمت عملی بھی نہیں بنائی گئی جبکہ حکومت کی جانب سے

مذکورہ زمین سے آمدن حاصل کرنے کے لئے پالیسی مرتب نہیں کی جارہی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1157/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1175/14 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ویسے آپ بھی جنتی ہیں جو ایک ہی فقرہ سنتے رہتے ہیں، یہ ایک ہی فقرہ سن، سن کر آپ کا دل نہیں بھرتا کہ جواب موصول نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!اگلے ہفتے تک جواب آجائے گا۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں دس فیصد مستحق اور غریب بچوں کو مفت تعلیم کی حکومتی شرط کو پی پی ایس ایم اے کے صدر کا یکسر مسترد کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ آل پاکستان پرائیویٹ سکولز مینجمنٹ ایسوسی ایشن کے مرکزی صدر ادیب جاودانی صاحب نے ایک پریس کانفرنس کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ نجی سکولز کسی صورت 10 فیصد مستحق غریب بچوں کو مفت تعلیم نہیں دیں گے۔انہوں نے نہ صرف حکومتی رٹ کو للکارتے ہوئے بلاجواز و ثبوت اٹھارہ ٹیکسوں کا ان سکولز پر نفاذ کا ذکر کیا ہے۔ان کے بقول پرائیویٹ سکولز کے بڑے اخراجات ہیں اور ان کے خیال میں ان اخراجات کے بعد سکولز مالکان کو کچھ نہیں بچ رہا۔انہوں نے ان سکولز کی فیسوں کا ذکر نہیں فرمایا جو کہ اوسطاً 20 ہزار روپے نرسری اور K-I سے K-V تک کے بچوں سے لے رہے ہیں۔محرک حیران ہے کہ انہوں نے بھارتی پرائیویٹ سکولوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہی سہولیات حکومت پنجاب

پرائیویٹ سکولوں کواگر دے تووہ بھی10 فیصد بچوں کوفری پڑھائیں گے لیکن موصوف یہ بتانا بھول گئے کہ پورے بھارت میں کہیں پر بھی سکولوں کی اتنی فیسیں لینے کی جرأت کوئی سکول نہیں کر سکتا۔ سخت قوانین اور (Regulatory Laws) پر عمل ہوتا ہے۔یہاں حقیقتاً والدین پر بچوں کی بے پناہ فیسیں ایک ظلم عظیم ہے اوراس کے ساتھ ساتھ چندے، مینا بازار، (Home Made Food) کے چکر میں یہ پرائیویٹ ادارے بغیر کسی ٹیکس کے بغیر کسی حساب کتاب کے صرف انگریزی بولنے والے کچھ خواتین و حضرات کے بل بوتے پر اربوں روپے کا بزنس کر رہے ہیں۔ پنجاب کے بجٹ 2012 میں تمام پرائیویٹ سکولوں کو 10 فیصد غریب اور نادار بچوں کی مفت تعلیم کے اعلان کے باوجود آج تک کسی پرائیویٹ سکول نے حکومتی رٹ کو مانتے ہوئے10 فیصد تو کیا1 فیصد بھی بچے داخل نہ کئے ہیں جس سے ان اداروں کے مالکان کے اثرورسوخ کااندازہ ہونا مشکل نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب تو آج موصول ہوا ہے لیکن یہ تسلی بخش نہیں ہے انشاء اللہ اگلے ہفتے شیخ صاحب کو تسلی بخش جواب دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگلے ہفتے اس تحریک التوائے کار کا تسلی بخش اور تفصیل کے ساتھ جواب دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جی، انشاءاللہ detail میں جواب دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ کا تسلی بخش کا criteria مختلف ہو گا لیکن گوندل صاحب کا criteria تسلی بخش والا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاءاللہ تسلی بخش جواب دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گوندل صاحب میرے بھائی ہیں لیکن مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ اگر آپ دوسری جنگ عظیم کے حالات دیکھیں تو اس وقت ایک گاؤں میں، ایک آدمی ایسا ہوتا تھا جو سب کے بارے میں بتاتا تھا کہ تمہارا مر گیا، تمہارا جی گیا۔ یہ بھی ہر محکمے کا جواب دیتے ہیں، اس سے بنے گا کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تمام خواتین ممبران کی جانب سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو زبردست خراج تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ کل 15۔ارب روپے کی لاگت سے انسٹیٹیوٹ آف لیور ٹرانسپلانٹ اینڈ کڈنی ٹرانسپلانٹ کی منظوری دی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ نرسنگ ٹریننگ انسٹیٹیوشن کی بھی منظوری دی گئی ہے، علاوہ ازیں ایک بہت بڑا ریسرچ سنٹر بھی وہاں پر establish کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔ اس سے نہ صرف پنجاب حکومت کی دلچسپی ظاہر ہوتی ہے بلکہ یہ preference ظاہر کرتی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ بہترین طبی سہولیات فراہم کی جائیں، یہ ان کا ایک احسن قدم ہے اس کی وجہ سے اب لوگوں کو کڈنی ٹرانسپلانٹ اور لیور ٹرانسپلانٹ کے لئے بیرون ملک نہیں جانا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! واقعی یہ ایک اچھا اقدام ہے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سرکاری ملازمین 60 سال کی عمر تک اپنے ملک کی خدمت کرتے ہیں جس کے بعد وہ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں، اس کے بعد ان کو پینشن ملتی ہے جو کہ ظاہر ہے تنخواہ کے برابر نہیں ہوتی لیکن انہوں نے ان پیسوں سے پوری فیملی چلانا ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے ایک rule بنایا ہوا ہے کہ جب ریٹائرڈ سرکاری ملازم 75 سال کا ہو جائے تو اس کی commutation کی رقم ختم ہو جاتی ہے جس کے بعد اس کو پوری پینشن ملنا شروع ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کی رقم میں سے پہلے ہی پچاس فیصد cut ہو چکی ہوتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ، خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ حکومت میں جب کوئی پینشنر 75 سال کا ہو جاتا ہے تو اس کی full pension بحال کر دی جاتی ہے۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں نہ جانے کن وجوہات کی بنیاد پر پینشنرز کو اس حق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس مسئلے پر قرارداد لے کر آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ٹھیک ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی سالانہ رپورٹ

بابت سال 2012-13 پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2012-13 پر عام بحث ہے۔ اس پر بحث کا آغاز متعلقہ وزیر / پارلیمانی سیکرٹری کی تقریر سے ہوگا تاہم دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ بحث کا آغاز کریں۔ جن معزز ممبران نے بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنا نام مجھے یا سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! پی ایچ اے نے اپنے بنیادی کام یعنی سبز حصوں کی دیکھ بھال، آرائش کے ساتھ ساتھ۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

خواتین ممبران سے میں گزارش کروں گا کہ خاموشی اختیار کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! پی ایچ اے نے لاہور کی روایتی خوبصورتی کو زندہ رکھنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ادارہ ہمیشہ عوام کو معیاری اور سستی تفریح فراہم کرنے کے لئے کوشاں رہا ہے، ان کوششوں میں پارکوں کی آرائش و زیبائش سال کے مختلف حصوں میں نمائشیں اور میلے منعقد کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ صحت مند تفریح کے لئے مروجہ کھیلوں کے لئے سہولیات فراہم کرنا حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں پی ایچ اے نے شہر کے مختلف مقامات پر کھیل کے میدان اور جم بنائے ہیں۔ بہار کے موسم میں پی ایچ اے عوام کے لئے جشن بہاراں منعقد کرتا ہے جس میں لاہور کے مختلف مقامات یعنی پارکوں، سڑکوں کو پھولوں اور برقی قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ مختلف پارکوں میں میلے، میوزک شو اور ثقافتی شو کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ شہر کے درمیان سے گزرنے والی نہر کو خاص طور پر رنگ و روشنیوں سے مزین کیا جاتا ہے۔ ادارہ کے ذرائع آمدن میں سب سے اہم out door advertisement ہے،

پی ایچ اے لاہور کے مندرجہ ذیل پانچ بڑے پارکوں کی دیکھ بھال پر بھی مامور ہے جہاں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ سیر و تفریح کرتے ہیں۔ جیلانی پارک، مینار پاکستان، باغ جناح، گلشن اقبال پارک اور نیشنل بنک پارک گلبرگ کے علاوہ پی ایچ اے لاہور مندرجہ ذیل مختلف پارکوں، گرین بیلٹس کی دیکھ بھال پر بھی مامور ہے۔

1۔ پارکس گرین بیلٹ	812
2۔ گول چکر، ٹرائی اینگلز	38
3۔ فوارے	116
4۔ نرسریز	18عدد
5۔ گرین بیلٹ	1575کلومیٹرز
6۔ کھیلوں کے میدان	11عدد

پی ایچ اے کے مختلف شعبہ جات

ادارہ کو مندرجہ ذیل حصوں میں، اس کے شعبہ جات کو تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ ہارٹیکلچر	2۔ فنانس
3۔ شعبہ ایڈمنسٹریشن	4۔ شعبہ مارکیٹنگ
5۔ شعبہ کوآرڈینیشن	6۔ شعبہ انجینئرنگ
7۔ شعبہ مینٹیننس اینڈ آپریشن	8۔ شعبہ منصوبہ بندی و ترقیات

یہ اس ادارہ کا ایک مختصر سا introduction ہے، سالانہ رپورٹ بابت سال 13-2012 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ معزز ممبران سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ اس پر بحث کا آغاز کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہمارے پاس رپورٹ کی کاپی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے کاپی دے دی گئی تھی۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کو ابھی رپورٹ کی کاپی دے دی جائے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے ہمارے بھائی نے پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ 13-2012 پیش کی ہے، ظاہر ہے انہوں نے رپورٹ کے اقتباس کو ہی من و عن یہاں

پڑھ کر سنا دیا ہے، اس حوالے سے پوری تفصیل موجود ہے محکمہ نے اس رپورٹ کے اندر اپنی مشکلات کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں مجموعی طور پر لاہور کی پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی کارکردگی کی تحسین کرتا ہوں، الحمدللہ لاہور کے اندر یہ جو ساری خوبصورتی آئی ہے بلاشبہ اس میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا بڑا دخل ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے علاقے سے، میرے علاقے سے اور پنجاب کے باقی دور دراز علاقوں سے لوگ جب لاہور آتے ہیں تو وہ یہاں کی سڑکوں کو دیکھتے ہیں، یہاں پر پھول پھلواڑی بھی دیکھتے ہیں پھر وہ واپس جا کر اس بات کا اظہار حسرت سے کرتے ہیں کہ ہم بھی تو پنجاب کے رہنے والے ہیں۔

جناب سپیکر! پلڈیٹ(PILDAT) کا ادارہ پارلیمنٹیرین کی capacity building کے حوالے سے کام کرتا ہے۔ پلڈیٹ نے 2010 میں لاہور کے ہوٹل کے اندر پنجاب کی ترقی کے حوالے سے ایک کانفرنس رکھی تھی۔ میں اس وقت پنجاب اسمبلی کا ممبر نہیں تھا انہوں نے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے ایک پورا چارٹ، رقوم، منصوبہ جات اور ایک graphical representation دی تھی کہ پورے پنجاب میں جو ڈویلپمنٹ کی رقم خرچ ہوتی ہے وہ کہاں کہاں اور کتنی خرچ ہوتی ہے۔ جب انہوں نے display کی تو بہاولپور میں ڈویلپمنٹ کا معاملہ بمشکل کوئی ایک آدھا ملی میٹر baseline سے اوپر اٹھ سکا اسی طرح راجن پور کی صورتحال تھی، اسی طرح ڈی جی خان کی صورتحال تھی، اسی طرح بہاولنگر کی صورتحال تھی۔ جنوبی پنجاب کے علاقے اس حوالے سے محروم تھے یہ بات پورا ایوان بھی جانتا ہے اور آپ بھی جانتے ہیں اگر میں مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور جنوبی پنجاب میں ڈی جی خان کے صحت افزا مقام فورٹ منرو کی بات کروں تو اس میں اخراجات کی disparity ہے، اگر مری میں سو روپیہ خرچ ہوتا ہے تو فورٹ منرو پر ایک روپیہ بھی نہیں بلکہ ایک پیسا خرچ ہوتا ہے، یہ اس حوالے سے disparity ہے۔ میں اسی طرح بہاولپور کو دیکھتا ہوں، بہاولنگر، رحیم یار خان اور خصوصاً جنوبی پنجاب کے علاقوں کو دیکھتا ہوں، اپر پنجاب کے بھی بہت سارے شہروں کے اندر مجھے بحیثیت امیر جماعت اسلامی صوبہ پنجاب جانے کا موقع ملتا رہتا ہے میں حالات کو دیکھتا ہوں۔ میں جس کانفرنس کا حوالہ دے رہا ہوں جب انہوں نے اس میں graphical representation دکھائی تو میں نے بہاولپور، راجن پور، بہاولنگر کی صورتحال آپ کی خدمت میں رکھی ہے۔ جب انہوں نے اس میں لاہور کا گراف دکھایا تو پورے صفحہ پر لائنیں لگائی ہوئی تھیں ہمارا تو بمشکل ایک آدھ ملی میٹر گراف ہی اوپر اٹھا ہے لیکن انہوں نے لاہور کے گراف کے بارے میں کہا کہ اب یہ اس صفحے پر نہیں آ رہا ہے انہوں نے

overall یہ بات کہی کہ پنجاب کے اندر جتنی بھی development کی گرانٹ یا پیسے ہوتے ہیں یا ڈویلپمنٹ بجٹ ہوتا ہے اس کا 50 فیصد سے زائد لاہور شہر پر خرچ ہو جاتا ہے اور باقی 50 فیصد پنجاب کے باقی 35 اضلاع پر خرچ ہوتا ہے یعنی اگر 100 روپیہ ڈویلپمنٹ گرانٹ موجود ہے تو 50 روپیہ لاہور پر لگتا ہے اور باقی 50 روپے ان پینتیس ضلعوں کے اندر تقسیم ہونے ہیں اسی لئے یہ باتیں ہوتی ہیں، بالکل میں بہاولپور سے تعلق رکھتا ہوں اور میں تحریک بحالی صوبہ بہاولپور کا سیکرٹری جنرل بھی ہوں۔ بہاولپور کی عوام اس لئے بار بار اس مطالبے کو اٹھاتی ہے کہ بہاولپور صوبے کو بحال کر دیا جائے۔ بہاولپور ماضی میں صوبے کے طور پر کام کرتا رہا ہے، کاٹن وہاں سے ہے، شوگر وہاں سے ہے، گندم بھرپور ہوتی ہے، بہاولپور national exchequer کے اندر بہت بڑا revenue contribute کرتا ہے لیکن جب اس طرح کی بات آتی ہے تو یہاں پر اس کی negation بھی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب یہ سٹیٹ تھی اور نواب صادق خان عباسی اس کے آخری حکمران تھے تو وہ کروڑوں روپیہ سعودی عرب کو بھیجا کرتے تھے چونکہ اس وقت وہاں پٹرول نہیں نکلا ہوا تھا اس لئے وہ ان کی حکومت چلانے کے لئے contribute کرتے تھے۔ جب پاکستان بنا تو پہلی تنخواہ کے لئے نواب صادق خان عباسی صاحب نے نقد چار کروڑ روپے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بھجوائے، انہوں نے لاہور کے اندر بھی بہت سارے ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز کے اندر، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، پنجاب یونیورسٹی کے اندر ڈیپارٹمنٹ اور ہال تعمیر کروا کر دیئے۔ اس حوالے سے بہاولپور بڑی rich state تھی۔ ہمیں ضم ہونے پر کوئی اعتراض نہیں، ظاہر ہے ملک بن گیا اور مرحوم صادق خان عباسی کا یہ بہت ہی اچھا فیصلہ تھا۔ ابوالکلام آزاد صاحب اور نہرو بھی ان کے پاس آئے اور انہوں نے بڑی چکنی چوپڑی باتیں کر کے کہا کہ جس طرح حیدرآباد ہمارے ساتھ side کر رہا ہے آپ بھی ہمارے ساتھ آ جائیں گے تو آپ کی شاہی برقرار رہے گی، آپ ہی حکمران رہیں گے اور سب کچھ آپ کا رہے گا ہم دفاع اور خارجہ رکھیں گے لیکن انہوں نے بڑے visionary طریقے سے کہا کہ نہیں، ہماری آبادی مسلمان ہے اور میرا فرنٹ دروازہ پاکستان میں کھلتا ہے اور کوئی بھی شریف آدمی پچھلے دروازے سے اپنے گھر میں نہیں آتا اس لئے مجھے پاکستان کے ساتھ رہنا ہے۔ انہوں نے اتنا اچھا فیصلہ کیا، اگر خدانخواستہ وہ اس کے علاوہ فیصلہ کر لیتے تو اس کے نتیجے میں یہ جی ٹی روڈ اور کئی سو کلومیٹر کا ریلوے ٹریک کٹ جاتا اور اس حوالے سے بڑی مشکل صورتحال پیدا ہو جاتی۔ جس نے اتنا contribute کیا اور کرتا رہا ہے اس کے ساتھ اس حوالے سے یہ سلوک ہوتا ہے تو اس پر تکلیف ہوتی

ہے۔اسمبلی کے پچھلے tenure میں 2007 سے 2013 میں جب یہ معاملہ زیر بحث آ رہا تھا،اس وقت میں اسمبلی میں نہیں تھا لیکن میں بحیثیت سیکرٹری جنرل تحریک بحالی صوبہ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ میاں محمد شہباز شریف کے گھر پر ان سے ملا، ہم صوبہ بہاولپور کی بحالی کی قرارداد کا جو ڈرافٹ تیار کر کے لائے تھے وہ انہیں سنایا تو انہوں نے اس سے agree کیا کہ ٹھیک ہے آپ کا مقدمہ بنتا ہے۔اس سے پہلے صرف ایک ہی قرارداد جنوبی پنجاب کی آ رہی تھی انہوں نے agree کیا اور ہماری یہ request بھی مانی کہ جو قرارداد design ہو رہی ہے اس میں ہمارا بندہ بھی بیٹھے تو ہم نے تابش الوری صاحب جو دو تین دفعہ یہاں ایوان میں آئے ہیں وہ seasoned آدمی ہیں انہیں فوری طور پر بھیجا کہ آپ وہاں جا کر قرارداد کی ڈرافٹنگ میں شریک ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پی ایچ اے کی رپورٹ کے حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں کہ اس میں یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہو کر پارلیمنٹ کے پاس چلی گئی لیکن اب میں قرارداد پیش کرتا ہوں تو وہ اس ایوان کے اندر نہیں آتی۔ میں آج ایوان میں اپنے اس مطالبے کو دہراتا ہوں کہ اس قرارداد پر عملدرآمد کرایا جائے اور بہاولپور صوبہ بحال کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پارکس اینڈ ہارٹیکلچر کے حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ جو لاہور کے اندر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی بنائی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کی اتھارٹیز باقی شہروں بالخصوص جو deprived ہیں جن میں بہاولپور، ڈی جی خان، راجن پور، بہاولنگر، رحیم یار خان میں بھی بنائی جائیں اور فنڈز کی diversion اس طرح بھی کی جائے تاکہ وہ لوگ بھی ترقی کے اس سارے عمل کے اندر اپنے آپ کو محسوس کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ note کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! تخت لاہور کی نظریں صرف تخت لاہور تک ہی نہیں ہیں بلکہ باقی عوام کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ دیتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پی ایچ اے کی رپورٹ کے حوالے سے سب سے پہلے تو اس ڈیپارٹمنٹ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں جو چیزیں پیش کی ہیں ان پر کافی حد تک عمل بھی کیا ہے اور کئے ہوئے کام کسی نہ کسی شکل میں لاہور کی ساری سڑکوں پر تو نہیں لیکن چند سڑکوں پر نظر ضرور آتے ہیں۔ اس میں تین چار چیزیں بڑی اہم ہیں جن پر انہیں کام کرنے کی اشد ضرورت بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور رپورٹ میں بھی بتایا گیا ہے کہ لاہور شروع سے ہی باغوں کی سرزمین کے حوالے سے مشہور رہا ہے، لاہور کے میلے ٹھیلے بھی اپنا ایک مقام رکھتے تھے، سستی اور معیاری تفریح کے حوالے سے بھی یقیناً لاہور کا ایک نام رہا ہے۔ اس حوالے سے ایک عوامی نمائندہ کی حیثیت سے ان کے کام میں مجھے ایک سب سے بڑی کمی نظر آتی ہے۔ یقیناً پی ایچ اے نے بڑے اچھے کام کئے ہیں اور کر بھی رہے ہیں لیکن شاید اس کا مرکز و محور لاہور کی وہ چند اہم سڑکیں ہیں جن پر VIP movement زیادہ ہوتی ہے۔ اصل کام لاہور کے باقی علاقوں اور سڑکوں پر ہونے والا ہے۔ بڑی اشد ضرورت ہے کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا کام ان سڑکوں پر بھی نظر آئے۔ لاہور کی سڑکوں پر ہمارے روایتی اور بڑے خوبصورت درخت لگے ہوا کرتے تھے جو کہ آج بالکل ناپید ہو چکے ہیں تو اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہاں پر پانچ پارکوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں جیلانی پارک، مینار پاکستان، باغ جناح اور گلشن اقبال پارک شامل ہیں۔ یقیناً پھولوں کی نمائش کا انعقاد کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ موسمی تقریبات کے حوالے سے بھی سرگرمیاں رکھی جاتی ہیں لیکن پچھلے کئی سالوں سے یہ ساری سرگرمیاں جیلانی پارک تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ لاہور میں پھولوں کی نمائش، صنعتی نمائش یا کوئی دوسری موسمی تقریب جیلانی پارک میں ہی منعقد ہوتی ہے۔ لاہور ایک کروڑ آبادی کا شہر ہے۔ آج سے بیس، پچیس یا تیس سال پہلے جیلانی پارک میں لوگ تفریحی سرگرمیوں کے لئے آتے تھے لیکن اب بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے جیلانی پارک ایسی سرگرمیوں کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ لاہور کی روایتی ثقافت کو اُجاگر کرنے کی بات کی جاتی ہے تو لاہور کی ثقافت صرف پھولوں کی نمائش یا صنعتی نمائش نہیں ہے۔ لاہور کے اندر کسی زمانے میں بہت بڑے میلے اور سرکس لگا کرتے تھے لیکن پچھلی کئی دہائیوں سے وہ میلے اس شہر کے اندر نظر نہیں آتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے لوگ اگر لاہور کی ثقافت کو اُجاگر کرنا چاہتے ہیں تو پھر لاہور کے روایتی کھیلوں کو واپس لے کر آئیں۔ اس کے ساتھ

ساتھ تمام سرگرمیوں کا مرکز صرف جیلانی پارک نہیں ہونا چاہئے بلکہ لاہور کے مختلف علاقوں، شمال و جنوب میں بھی ایسی سرگرمیاں اور تقریبات منعقد ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! ایک مزید اہم بات یہ ہے کہ کسی زمانے میں لاہور کے اندر ہمیں بڑے بڑے درخت نظر آیا کرتے تھے لیکن لاہور کی سڑکوں کو کشادہ کرنے کے لئے یہ درخت کاٹ دیئے گئے۔ پچھلی دفعہ عدالت کے ایک فیصلہ میں یہ کہا گیا تھا کہ ان درختوں کو shift کیا جائے گا۔ یقیناً کسی نہ کسی حد تک ان بڑے درختوں کی shifting ہوئی ہے لیکن ابھی تک لاہور کے اندر درختوں کی بہت بڑی کمی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی والے اس بات کو ذہن میں رکھیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے آغاز ہوا تھا کہ لاہور کے اندر پچاس ہزار، ایک لاکھ یا دس لاکھ پودے لگائے جائیں گے یعنی ایک مخصوص تعداد بتائی جاتی تھی کہ اس سال لاہور کے اندر اتنے نئے پودے لگائے جائیں گے۔ اس رپورٹ میں کوئی targeted achievement نہیں بتائی گئی کہ اس شہر لاہور کے اندر کتنے لاکھ نئے پودے لگائے گئے، ان میں سے کتنے پودے پروان چڑھے اور ہم نے کتنی greenery میں اضافہ کیا ہے۔ اس رپورٹ کے اندر اس بات کا کہیں ذکر نہیں ہے جو کہ انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ بھی کہوں گا کہ لاہور میں بننے والی ہر سرکاری و غیر سرکاری رہائشی سکیموں کے لئے پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی سے بھی NOC لینا ضروری ہونا چاہئے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ ان ہاؤسنگ سکیموں کے اندر کتنا علاقہ سرسبز چھوڑا جا رہا ہے، کتنی grounds چھوڑی جا رہی ہیں، بچوں کے کھیلنے کے لئے کتنی سہولتیں دی جا رہی ہیں اور کتنی ایسی کھلی جگہیں چھوڑی جا رہی ہیں کہ جن کو لوگ اپنی زندگی کے روزمرہ معاملات کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں جتنی efforts کا ذکر کیا ہے یقیناً وہ قابل ستائش ہیں لیکن اصل چیز یہ ہے کہ اب ان کی کارکردگی کو لاہور کی مال روڈ، شاہراہ قائداعظم سے ہٹ کر دیگر حصوں میں بھی نظر آنا چاہئے اور لاہور کے باقی علاقوں کو بھی اس کا فائدہ ہونا چاہئے۔ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی نے جو کام کئے ہیں اس میں ہمیں ایک کمی نظر آ رہی ہے کہ لاہور کے روایتی درخت جو اس خطے کی پہچان تھے وہ کم نظر آتے ہیں۔ آج کل زیادہ تر ماڈرن درخت نظر آتے ہیں۔ ان درختوں کے سائے اور نہ ہی کوئی پہچان ہے۔ اسی طرح ان درختوں پر ہمارے لوکل خطے کے پرندے بھی آکر نہیں بیٹھتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جدت کو ضرور اپنائیں لیکن اپنی روایات سے تعلق نہیں توڑنا چاہئے۔ ہماری روایات اور اس خطے کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پارکس اینڈ ہارٹیکلچر کی development ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر!اس رپورٹ کے آخر میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے بجٹ کے حوالے سے تفصیل دی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کام کی نوعیت کے لحاظ سے اس اتھارٹی کے بجٹ کو بڑھانا چاہئے کیونکہ کہا جارہا ہے کہ ہماری یوتھ 65 فیصد ہے اور یوتھ کی سرگرمیاں براہ راست کھیل اور گراؤنڈ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ صرف اس شہر کے نوجوان نہیں بلکہ پوری ڈویژن کے نوجوان کھیلوں کے حوالے سے لاہور کا رُخ کرتے ہیں تو اس اتھارٹی کا بجٹ لازماً بڑھایا جائے۔ پچھلی رپورٹ اور اس موجودہ زیر بحث رپورٹ میں لاہور کے صرف پانچ پارکوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اگلی دفعہ یہ اتھارٹی اپنی رپورٹ پیش کرے تو کم از کم دس پارکس ضرور سامنے لے کر آئے تاکہ بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے ایک بڑھتی ہوئی سہولت اور development لوگوں کو میسر آئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب جناب محمد وحید گل بات کریں گے۔

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے فیصلے کے نتیجے میں لاہور کے شہریوں کو ایک صحت افزاء سہولت میسر آئی ہے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد ہماری بہنیں اور بھائی ان پارکوں کے اندر سیر کرتے ہیں اور وہاں پر پھولوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ پر بات کرنے سے پہلے ڈاکٹر سید وسیم اختر نے ضلع بہاولپور کے حوالے سے جو بات کی ہے میں اس کی کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صاف پانی پراجیکٹ شروع کیا ہے اور اس کے لئے ابتدائی طور پر 5۔ارب روپے جاری کئے گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس پورے منصوبے پر 12۔ارب روپے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ صاف پانی کی فراہمی کے لئے جو پہلے پانچ اضلاع منتخب کئے گئے ہیں ان میں بہاولپور ضلع بھی شامل ہے جبکہ اس منصوبے میں ضلع لاہور شامل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے اندر اس طرح سے بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اب میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی رپورٹ پر بات کرتا ہوں۔ یہ بڑی قابل ستائش بات ہے کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر نے بہت بہتر کام کیا ہے۔ آج نہ صرف نئے خوبصورت پارکس تعمیر ہو رہے ہیں بلکہ خواتین کے پارکس بھی بنائے جارہے ہیں تاکہ خواتین کو بھی وہ سہولتیں میسر آسکیں جو کہ مردوں کو حاصل ہیں۔ اس اتھارٹی نے جلو پارک میں کرکٹ گراؤنڈ کو بڑے خوبصورت طریقے سے maintain کیا ہے بلکہ وہاں پر ہاکی گراؤنڈ بنائی اور اس کے ساتھ pavilion بھی بنوایا ہے۔ میں تجویز دوں گا کہ جب ہم کوئی پارک بناتے ہیں، پودوں کو بچانے کے لئے باڑ یا تار لگاتے ہیں تو اس بات کا

ضرور خیال رکھا جائے کہ ان سے پیچھے جو محلے یا آبادیاں آتی ہیں ان کی گزر گاہ میں رکاوٹ نہ آئے۔ اگر ہم پہلے سے استعمال ہونے والی گزر گاہوں کو بند کر دیں گے تو اس سے لوگوں کو مشکلات پیش آئیں گی۔ میرے حلقے میں نہر کے اُوپر اس اتھارٹی نے بڑا کام کیا ہے لیکن وہاں پر کچھ جگہوں پر گزر گاہوں کی ضرورت ہے تو یہ فراہم کی جائیں تاکہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! نہر کے اُوپر جشن بہاراں کا بڑا خوبصورت میلہ لگتا ہے جس کو دیکھنے کے لئے لاہور کے شہری اور پورے پنجاب کے لوگ آتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے نہر پر جو خوبصورت float بنائے ہوتے ہیں لوگ رُک رُک کر انہیں دیکھتے ہیں جس سے ٹریفک میں رکاوٹ پیش آتی ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ نہر کے ساتھ ساتھ ہم سڑکوں کو مزید کشادہ کرنے والے ہیں تو اس میں اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ اگر ایک طرف بگھی کا راستہ بنا دیا جائے تو نہر پر جو نمائش ہوتی ہے اس سے لوگ زیادہ بہتر طور پر نہ صرف مستفید ہو سکیں گے، ایک خوبصورت اضافہ ہو گا بلکہ اس سے ٹریفک بھی رواں دواں ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہارٹیکلچر کا کام تو بڑا اعلیٰ اور خوبصورت ہے لیکن علاقے کے منتخب نمائندے نے جو تجاویز ہارٹیکلچر اتھارٹی کو دی ہوتی ہیں یا ہارٹیکلچر والے اپنی طرف سے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو علاقے کے منتخب نمائندے کو ضرور اعتماد میں لیا جائے۔ میرے حلقے میں ہربنس پورہ کے اندر ابھی جھولے نصب کئے گئے ہیں جو بڑا اچھا کام ہے اور لوگ بہت خوش ہیں لیکن وہ جھولے ایسی جگہ پر نصب ہوئے ہیں جو عید کے موقع پر نماز کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ اگر ہم سے مشورہ کر لیا جاتا تو ہم ان کو بہتر طور پر suggest کر سکتے تھے کہ یہ جھولے کہاں پر نصب ہوں۔ میں نے یہ ایک مثال دی ہے اسی طرح سے میرے دیگر منتخب بھائیوں کو بھی اس طرح کی دشواریاں پیش آتی ہوں گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جہاں پر سڑک بنتی ہے وہ ایل ڈی اے بنائے یا کوئی اور محکمہ بنائے تو ان کو ہارٹیکلچر اتھارٹی سے این او سی ضرور لینا چاہئے۔ میں اس حوالے سے ایک مثال ضرار شہید روڈ کی دوں گا جو کچھ عرصہ پہلے تعمیر ہوئی تو ہارٹیکلچر اتھارٹی نے وہاں پر پودے لگائے تھے یا کیاریاں بنائی تھیں وہ ساری خراب ہو گئی ہیں اور اس کے بعد وہ دوبارہ اس لئے نہیں بن سکیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے notice میں ہی نہ آئی ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو رپورٹ یہاں پیش کی گئی ہے وہ بڑی خوش آئند ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کی بات کو second کرتا ہوں کہ ہمارے بڑے شہروں میں یہ ہارٹیکلچر اتھارٹی قائم ہونی

چاہئے لیکن جہاں پر ہمارے خوبصورت دیہات ہیں ان کا کلچر میرے خیال میں اسی طرح ہی نظر آنا چاہئے جیسا کہ ہے کیونکہ جب وہاں پر سرسوں کا ساگ اُگتا ہے تو اس کے ساتھ پھول بھی اُگتے ہیں اور ہم ان قدرتی پھولوں کو دیکھنے کے لئے ہی تو خصوصی طور پر گاؤں جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پی ایچ اے ایک بہت اچھی سوچ کی عکاسی کرتی ہے کیونکہ پارکس اور کھیلوں کے میدان آپ کی mental and physical health دونوں کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اس رپورٹ کو جب میں نے دیکھا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی اور حیرانی بھی ہوئی اور تھوڑی دیر پہلے میرے ایک معزز ممبر نے بات کی تھی کہ پی ایچ اے صرف ان سڑکات پر ہی کام کر رہی ہے جہاں پر سے وزیراعلیٰ، وزراء یا اعلیٰ افسران کا گزر ہوتا ہے باقی 80 فیصد شہر کی طرف ان کی اس طرح سے attention نہیں ہے۔ اگر آپ جا کر دیکھیں گے تو وہاں پر گرین بیلٹس ویران پڑی ہوئی ہیں، وہاں کوئی plantation نہیں ہے اور گھاس تک خراب ہو چکی ہوئی ہے۔ ابھی جیسے میرے معزز colleague نے ضرار شہید روڈ کی مثال دی تو اگر یہ چیز ان کے notice میں نہیں آئی ہے تو یہ زیادہ شرمناک بات ہے کہ محکمے کو پتا ہی نہیں کہ ان کے نیچے کیا ہو رہا ہے؟ یہ رپورٹ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ تقریباً 2۔ ارب روپے کا بجٹ لاہور شہر کی خوبصورتی اور گراؤنڈز کے لئے رکھا تھا لیکن اس رپورٹ کے اندر آگے جا کر دیکھتے ہوئے مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ میرے بھائی نے پانچ پارکوں کی تو بات کر دی جس کو میں repeat نہیں کروں گا کہ ڈیڑھ کروڑ آبادی کے شہر کے لئے صرف گیارہ کھیلوں کے میدان ہیں جن کو پی ایچ اے دیکھ رہی ہے، آپ کے خیال میں کیا یہ enough ہوں گے؟ اسی طرح آگے financial کے اندر تو مجھے بڑی مزے مزے کی چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ماشاء اللہ یہ ادارہ profit میں جا رہا ہے۔ اگر آپ overall دیکھیں گے تو 115 percent ان کی وہاں سے income آ رہی ہے لیکن اگر آپ ان کے expenses میں جا کر دیکھتے ہیں تو اتنی ہی حیران کن بات نظر آتی ہے کہ یہ لوگ اپنا پورا بجٹ استعمال نہیں کر سکے۔ اس میں اخراجات کا مجھے بڑا عجیب و غریب سا head نظر آیا جس پر میں چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تھوڑی سی وضاحت بھی کر دیں کہ ذاتی ذرائع سے ترقیاتی کاموں کا خرچہ 201 ملین spend ہوا ہے جبکہ اس کے لئے تقریباً 300 ملین کا بجٹ رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور چیز مجھے تھوڑی سی عجیب لگی جس پر میں چاہوں گا کہ اگر کبھی ہو سکے تو وضاحت فرما دیں کہ ملازمین کی تنخواہیں بھی سو فیصد pay نہیں ہوئیں اور تقریباً 91 فیصد تنخواہیں دی ہیں تو کیا

9فیصد تنخواہیں نہ دینے کی کوئی وجہ تھی؟چند سوالات اس رپورٹ میں سے اٹھتے ہیں جس میں اگر آپ دیکھیں گے توdifferent departmentsکے30کروڑروپے کےdevelopmental funds ہیں اور یہ اپنی مشکلات اورproblemsجو اپنی رپورٹ میںdefineکرتے ہیں وہ میں پڑھ کر سنانا چاہوں گا کہ مختلف منصوبہ جات کے لئے فنڈز کی عدم دستیابی،انفراسٹرکچراور دفاتر کے لئے عمارتوں کی کمی،کام کےscopeکے تناسب سے افرادی قوت کی کمی،مختلف منصوبہ جات اور روزمرہ کے کاموں کے لئے مشینری اورvehiclesکی کمی اور انتظامی ٹیکنیکل اورspecializedسٹاف کی کمی ہے۔اگر ان چیزوں کو ڈیپارٹمنٹ بارہاdefineکر رہا ہے اور بتا رہا ہے جبکہ اس کے پاسextra resourcesبھی ہیں کہ ادارے نے اپنےdefined budgetسے زیادہincome generateکی ہے یعنی اس کا جو budgeted expenditureتھااس سے کم انہوں نےexpenditureکیا ہےit meansکہ ان کے پاس فنڈز کی گنجائش ہے۔اگر ان کے پاس فنڈز کی گنجائش ہے تو پھر ان کے پاس سٹاف کی کمی کیوں ہے،اگر ان کے پاسallocated paysہیں جو وہ پوری بھی نہیں payکر رہے اور90فیصدpayکر رہے ہیں تو.why they are not hiring the new staff that they needاگر وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں کہ ہم انہیں ادا کر سکیں تو زائد پیسا جو ضائع ہو رہا ہے وہ کیوں ہو رہا ہے اور کدھر جا رہا ہے؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوچ بہت اچھی ہے لیکن اگر وہاں تھوڑے مزید بہتر لوگ لگ جائیں تو اس ادارے کے ذریعے سے اور بہت کچھ کیا جا سکتا ہے اور ہم بہتر نتائج لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ سوچ صرف لاہور تک محدود نہیں ہونی چاہئے اور پی ایچ اے کاroleصرف ایک شہر تک نہیں ہونا چاہئے بلکہ اضلاع کی سطح پر بھی کام کرنا چاہئے۔شہروں کے باہر جو لوگ رہتے ہیں کیا وہ اس ملک کے شہری نہیں ہیں،کیا ان کے حقوق نہیں ہیں کہ وہ بھی کھیلوں کے میدانوں میں جا سکیں،پارکوں میں جا سکیں اور بہتر زندگیenjoyکر سکیں؟یہ ہمارے معاشرے کا ایک مسئلہ ہے کہ ہمیںLadies and Gents Parksسب کچھ الگ الگ کرنا پڑتا ہے لیکن اگر کرنا پڑتا ہے تو ہمیں اس پر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جہاں پر یہfacilitiesنہیں ہیں اور محدود وسائل ہیں تو ہم ان پارکوں کے اندرtiming setکر دیں کہ فلاں ٹائم صرفfamiliesکے لئے مختص ہے اور اس وقت مرد حضرات نہیں جا سکتے۔میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہماری آنے والی نسل کے لئے ضروری ہے۔کسی زمانے میں ہمارا سپورٹس میں ایکtalentہوتا تھا لیکن ہم آہستہ آہستہ اپناtalentکھوتے جا رہے ہیں۔یہtalentہم اس لئے کھوتے جا رہے ہیں کیونکہ

ہمارے پاس کھیلوں کے میدان نہیں ہیں اور ہماری youth rust ہوتی جا رہی ہے۔ وہ rust اس لئے ہوتی جا رہی ہے کیونکہ ہماری حکومت ان کو facilitate نہیں کر رہی۔ میں چاہوں گا کہ ایوان اس کے اوپر سفارش کرے کہ ڈیڑھ کروڑ کے شہر کے لئے صرف گیارہ کھیلوں کے میدان نہیں ہونے چاہئیں لہذا kindly ان کو بڑھایا جائے۔ اگر ان کے پاس excess funds ہیں تو ان کو utilize کیا جائے اور lapse نہ کیا جائے کیونکہ یہ قوم کی امانت ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی خالد سعید صاحب!

حاجی خالد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے پی ایچ اے بنائی۔ اس سے پہلے شہروں کے اندر بے ہنگم پودے لگے ہوتے تھے جن کی کوئی ترتیب نہیں ہوا کرتی تھی اور پی ایچ اے کے قیام سے شہروں میں پودوں اور ان کی اقسام کو احسن طریقے سے لگایا گیا ہے۔ پارکوں کو بھی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے بعد مختلف شہروں کے اندر پھولوں کی جو نمائشیں لگیں اور پودوں کی growth کے لئے سوسائٹیوں کا قیام عمل میں آیا یہ انہی کو خراج تحسین جاتا ہے۔ آج فیصل آباد کے اندر پی ایچ اے کا قیام عمل میں آیا، گوجرانوالہ اور دیگر شہروں کے اندر بھی اس کا قیام عمل میں آیا۔ جیسا کہ باقی دوستوں نے بھی کہا ہے کہ پی ایچ اے کے قیام عمل میں آرہے ہیں۔ میں نئے درختوں کی کٹائی سے اتفاق کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ کبھی شاہراہوں کے اوپر برگد، چیل اور چیڑ کے درخت ہوا کرتے تھے لیکن آج بڑے بڑے شہروں میں شاہراہوں کے اوپر بڑے بڑے درختوں کی کٹائی عمل میں آرہی ہے۔ فیصل آباد کے اندر بھی ہزاروں درخت ابھی پچھلے ماہ کاٹے گئے ہیں۔ یہ بات یہیں پر نہیں ٹھہرتی کسی ملک، کسی شہر، کسی شاہراہ، کسی علاقہ کا حُسن ہو، مری اور شمالی علاقہ جات ہوں یا کشمیر ہو ان کا حُسن اگر دیکھا جائے تو وہ پودوں کی بدولت ہے۔ پاکستان جب بنا تو اس وقت پاکستان کے اندر 16 فیصد سے زائد رقبہ جنگلات پر مشتمل تھا اور اگر آج دیکھا جائے تو ایک فیصد سے کچھ زیادہ بڑے درخت اور جنگلات رہ گئے ہیں۔ اگر چھانگا مانگا کو دیکھا جائے، اس کے بعد چیچہ وطنی کے جنگلات کو دیکھا جائے، اگر ہم ٹوبہ کے جنگلات کو یا فیصل آباد کے چھوٹے سے جنگل کو دیکھیں تو وہاں پر بڑے درختوں کی تعداد انتہائی کم رہ گئی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ جیسے ہم Development Authorities کے تحت پی ایچ اے شہروں کے اندر بنا رہے ہیں وہیں پر ہم اندرون شہر بھی دیکھیں اور شاہراہوں کو بھی دیکھیں۔ میں آج کہتا ہوں کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے انتہائی احسن اقدام ہے۔ جب کسی کام کی ابتداء ہوتی ہے تو وہ شروع میں چھوٹی ہوتی ہے، پہلے شعبہ باغات ایک محکمہ تھا، اس کے بعد یہ محکمہ

پی ایچ اے کی شکل اختیار کر گیا اور اب اس کی شکل بڑھتی بڑھتی ایک شہر کی شاہراہوں پر چلی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ابتداء چند سالوں کے بعد تمام چھوٹے شہروں تک بھی چلی جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس اتھارٹی کے اثرات پورے پاکستان اور پورے پنجاب کے اندر مرتب ہوں گے۔ اس وقت اس قوم کو اس چیز کا احساس بھی ہو گا اور وہ اسے appreciate بھی کرے گی کہ آج جو قدم شروع کیا گیا ہے وہ پورے پاکستان میں بہترین نتائج لے کر آئے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج جمعۃ المبارک ہے لہذا وقت کا خیال کریں۔ جناب توفیق بٹ صاحب!

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو دل کی گہرائیوں سے اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو رپورٹ پیش کی ہے عام طور پر اس ایوان میں کافی ساری رپورٹیں جب پیش کی جاتی ہیں تو ان کی practical میں جو real picture ہوتی ہے وہ اس رپورٹ سے مختلف ہوتی ہے۔ انہوں نے جو تصویر لاہور کے پی ایچ اے کے حوالے سے پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی رپورٹ عملی طور پر بالکل اس قابل ہے کہ اس کو اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کو حقیقی معنوں میں تسلیم کیا جائے اور ان کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔ ہم جب لاہور کو دیکھتے ہیں تو لاہور کی سڑکیں خوبصورت سماں پیش کرتی ہیں۔ اس میں پی ایچ اے کا ایک عملی اور حقیقی کردار ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک بات کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ میں جو پی ایچ اے بنائی ہے اس پر میں ان کا مشکور ہوں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ لاہور کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے شہروں کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں کہ ان کو بھی پھولوں کا شہر بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان میں گوجرانوالہ پی ایچ اے کے حوالے سے ایک دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ پی ایچ اے بنے ہوئے تقریباً ایک سال ہو گیا ہے لیکن ابھی تک ان کا کوئی دفتر نہیں ہے، ان کا مستقل کوئی ڈی جی نہیں ہے اور ابھی تک گوجرانوالہ میں پی ایچ اے کے پلیٹ فارم پر صحیح معنوں میں کام نہیں ہو رہا۔ یہ بات درست ہے کہ ٹی ایم اے پچھلے سالوں سے وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق بہترین کام کر رہی تھی۔ میں اپوزیشن کے ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ صرف لاہور میں کام نظر آتا ہے تو آپ گوجرانوالہ میں آئیں اور دیکھیں کہ یہ صرف پہلوانوں کا شہر نہیں ہے بلکہ پھولوں کا شہر بھی ہے۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ آئیں

اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا گوجرانوالہ میں عملی کام دیکھیں اور وہاں کے مسلم لیگ (ن) کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کی عملی خدمات کا نظارہ دیکھیں جو ہم نے کیا ہے۔ میں آخر میں اس ایوان کی وساطت سے کہتا ہوں کہ گوجرانوالہ پی ایچ اے کے مسائل کو حل کیا جائے تاکہ مزید بہتر کام کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ کب پیش ہوئی اور پڑھی بھی نہیں۔ اگر یہ ایجنڈا کل مل جاتا تو زیادہ بہتر طریقے سے بات ہو سکتی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کی رپورٹ 23۔اکتوبر 2014 کو circulate کر دی گئی تھی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ممکن ہے کہ میری کسی غیر حاضری میں آ گئی ہو۔ میں نے پڑھی تو نہیں لیکن کچھ نہ کچھ تو مجھے عرض کرنا ہی ہے۔ لاہور جو باغوں کا شہر تھا اس اتھارٹی کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پانچ پارکوں کا ذکر کیا ہے۔ انہیں اس سے باہر نکل کر لاہور جو کہ باغوں کا شہر تھا اس میں شالامار باغ، حضوری باغ، چوبرجی باغ اور اسی طرح مغل شہزادوں اور شہزادیوں کے مزاروں کے ساتھ بھی قطع باغات تھے جن پر آج قبضہ گروپوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ پی ایچ اے کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور ان قبضہ گروپوں سے وہ باغ واگزار کرانے چاہئیں اور انہیں اصل شکل میں بحال کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! انسانی صحت اور تندرستی کے لئے صدیوں سے معلوم ہے اور یونانی فلاسفروں نے بھی یہ بات کہی کہ صحت مند دماغ ایک صحت مند جسم میں ہی پیدا ہو سکتا ہے جس کے لئے محنت مشقت ضروری ہے اور جو لوگ محنت مشقت نہیں کر سکتے ان کے لئے پیدل چلنا اور سیر و تفریح ہی کافی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پارکوں اور باغات میں پیدل چلنے اور سیر و تفریح کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ پی ایچ اے کو اس طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ باغات میں درختوں کا لگایا جانا نہایت اہم ہے کیونکہ درخت آب و ہوا کی آلودگی کو ختم کرتے ہیں اور انسانی صحت اور زندگی کے لئے آکسیجن بھی فراہم کرتے ہیں اس لئے زیادہ درختوں کا لگایا جانا نہایت اہم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جیسے اسلام آباد میں کچھ لوگ pollen sensitive ہوتے ہیں ان کے لئے وہ موسم گزارنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اس پر بھی خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔ پھول ویسے تو آنکھوں کو تراوت دیتے ہیں

اور دماغ کو بھی فرحت ہوتی ہے لیکن pollen sensitive لوگ بھی ہوتے ہیں جس سے وہ بیمار ہو جاتے ہیں اور وہ موسم ان کے لئے گزارنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی حدود کے حوالے سے ذکر کرنا چاہوں گا کہ اس کی حدود کو صرف لاہور تک محدود نہ رکھا جائے۔ جیسا کہ لاہور ضلع کی حدود بابا گرونانک تک پھیلا دی گئی ہیں کیا اس اتھارٹی کی حدود سارے پنجاب تک نہیں پھیلائی جا سکتیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دیگر اضلاع اور تحصیلیں بھی ہیں، سکول اور کالج بھی اس کے زیر انتظام لائے جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے ہی مواقع پیدا کئے جائیں گے اس سے بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہو گا۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ اس اتھارٹی کو پنجاب اتھارٹی بنایا جائے، لاہور اتھارٹی نہ رہنے دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میلوں ٹھیلوں کا شہر مشہور تھا کبھی شالامار باغ کے اندر میلہ چراغاں بھی ہوتا تھا اس کے باہر کی زمین تھی مجھے اپنا بچپن یاد ہے کہ کس طرح سے لوگ لڈیاں ڈالتے میلے ٹھیلے میں آتے تھے اب وہاں پر بھی قبضہ گروپ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اس جگہ کو بھی واگزار کرایا جائے۔ شالامار باغ میں پنجاب کے موسم سے مختلف پھلدار درخت بھی لگے ہوئے ہیں اگر آپ وہاں پر جائیں تختی لگی ہوئی ہے تو آپ پڑھ لیں کہ ایسی تختی وہاں پر موجود ہے جن پر بے شمار ایسے پھلدار درخت لکھے ہوئے ہیں جو یہاں پر موسم کے مطابق بھی نہیں تھے پھر بھی وہ اگائے، لگائے اور کامیاب کروائے گئے۔ میں یہ چاہوں گا کہ پارکس میں خوش نما ever green درخت بھی لگیں، پھل اور پھول دار درختوں کا بھی ان میں اضافہ ہو جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! ٹائم بھی دیکھ لیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! نہیں، آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ابھی تو بات کرنا شروع بھی نہیں کی اور آپ نے ٹائم کی پابندی کا کہہ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آج جمعتہ المبارک ہے اس لئے آپ کو وقت کی پابندی کا کہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ جناب کے حکم کی تعمیل کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس موقع پر سب سے پہلے پی ایچ اے کو appreciate کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ انہوں نے لاہور کو beautiful and green بنانے میں اپنا role ادا کیا لیکن بہتری کی گنجائش ہر جگہ پر موجود ہوتی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جس طرح میاں رفیق صاحب بھی ابھی ذکر کر رہے تھے کہ سرکاری زمینیں لاہور کے طول و عرض میں قبضہ گروپوں کے ناجائز قبضہ میں ہیں ان قبضہ گروپوں سے یہ رقبہ واگزار کروایا جائے۔ لاہور کے جو remote areas ہیں مثال کے طور پر جیسے چونگی امر سدھو اور باٹا پور کا علاقہ ہے، اسی طرح میرا حلقہ شیخوپورہ میں ہے جو بالکل لاہور کے ساتھ لگتا ہے، جس طرح شاہدرہ کا علاقہ ہے اور لاہور کے ساتھ جو backward areas ہیں ان کی طرف بھی پی ایچ اے کو توجہ دینی چاہئے۔ شاید جناب کو ایران جانے کا اتفاق ہوا ہو کیونکہ میں ایران گیا ہوں تو وہاں میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے main cities کے entry points کو بڑی خوبصورتی سے سجایا ہوا ہے۔ یہ آج سے پندرہ سال پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ پی ایچ اے کی زندگی تقریباً پندرہ سال ہو چکی ہے یہ کوئی چھوٹی زندگی نہیں ہے بلکہ یہ بہت بڑی زندگی ہے اور پندرہ سال کے عرصے میں قومیں زمین سے نکل کر آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتی ہیں لیکن ابھی تک ان کو بڑی سڑکوں، بڑی شاہراہوں اور نہروں پر جہاں پر زیادہ activity ہوتی ہے وہاں پر انہوں نے کام کیا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے لیکن چھوٹی سڑکوں اور چھوٹے علاقے جو ترقی میں ابھی پیچھے ہیں ان کو بھی انہیں focus کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں نے ایران میں ایک اور بات بھی دیکھی تھی کہ وہاں پر دریا ان کے شہر اسفہان کے اندر سے گزرتا ہے اگر کسی دوست کا اسفہان جانے کا اتفاق ہوا ہو تو انہوں نے دریا کو اس خوبصورتی سے سجایا ہوا ہے کہ اس کے کناروں پر پارکس بنا کر، لائٹیں اور فوارے لگا کر اس کو شہر کا سب

سے خوبصورت visiting point بنادیا ہے اور اس شہر کی خوبصورتی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ دریائے اسفہان کے کناروں کی خوبصورتی اور اس کی construction اس طرح ہوئی ہے کہ شہر کے پانی کا level بھی ٹھیک رہتا ہے اور پانی ہر سال چار فٹ نیچے نہیں جاتا اور انہوں نے شہر کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔یہاں دریائے راوی کبھی لاہور کی خوبصورتی کا مظہر ہوا کرتا تھا اور ایک بہتر نقشہ پیش کیا کرتا تھا اب وہ ایک گندے نالے کی شکل بن گیا ہے۔دو پارک صرف انہوں نے سگیاں پل پر بنائے ہیں حالانکہ لاہور کا entry point امامیہ کالونی، بیگم کوٹ، ملت ٹریکٹر، ٹھوکر نیاز بیگ اور کاہنہ تک چلا جاتا ہے۔ میری دوسری عرض یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ پی ایچ اے شہر کو خوبصورت بنانے میں، اچھا ماحول پیدا کرنے میں اور نوجوانوں کے لئے اچھی گراؤنڈ تیار کر کے محکمہ سپورٹس، کرکٹ بورڈ یا کرکٹ کی کسی کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں۔اسی طرح اس کا دائرہ کار اس کی اتھارٹی ہے لیکن بے شک اس میں قانون سازی کرتے ہوئے پی ایچ اے کا دائرہ کار پورے پنجاب کے طول و عرض میں پھیلانا چاہئے اس میں ہمیں قانونی طور پر جو پابندی ہے یا کوئی lacuna ہے اُس کو دُور کرتے ہوئے اس پر legislation کرنی چاہئے۔ میری آپ سے یہ عرض ہے کہ اس پر آپ Ruling دیں کہ گورنمنٹ بل لے کر آئے جس کو منظور کرتے ہوئے پی ایچ اے کی حدود کو پورے پنجاب کے طول و عرض میں پھیلا دیا جائے اور تمام چھوٹے بڑے شہروں میں پی ایچ اے کام کرے تاکہ پورا پنجاب سرسبز و شاداب نظر آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کی تجاویز note کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی عرض ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! منڈا صاحب کی تجاویز note کریں کیونکہ بڑی مثبت تجاویز ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میری آخری گزارش یہ ہے کہ باقی بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور جمعہ کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ ویسے آپ کی پابندی بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! میری پابندی نہیں وقت کی پابندی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر ڈی جی صاحب کو لے کر بھی گیا تھا۔ میں ایک مثال دے رہا ہوں کہ ملت ٹریکٹر کا علاقہ بالکل لاہور کا entry point ہے تو پرانا شیر شاہ سوری روڈ کے اوپر غالباً کوئی تین سو کنال سے زیادہ کا رقبہ قبضہ گروپوں کے پاس ہے اور کچھ area lease پر ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملت ٹریکٹر شاہدرہ کے پاس وہ lease کیا ہو گی کیونکہ وہ صرف 1300 فی ایکڑ ہے۔ یہ کیا ہے، مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی؟ میں اپنے حلقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ بدو ڈھا کہ نظام پورہ اور منڈالہ کے اندر سرکاری رقبہ پڑا ہوا ہے اس حوالے سے میں بڑے ادب سے آپ کی وساطت سے پی ایچ اے سے عرض کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس زمین کو ان قبضہ گروپوں سے واگزار کروا کر وہاں پبلک کے لئے پارک بنا دیا جائے۔ لاہور اور شیخوپورہ کے لوگوں کے لئے پارک کے ساتھ ایک گراؤنڈ کا قیام ممکن بنایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! منڈا صاحب کی تجویز note کریں۔ منڈا صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری یٰسین سوہل صاحب! ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

چودھری یٰسین سوہل: جناب سپیکر! انشاء اللہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

چودھری یٰسین سوہل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں لمبی بات نہیں کروں گا میں صرف یہی کہوں گا کہ خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے لاہور کے حسن کو سنوارنے کے لئے جتنا کام کیا ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی اور یقین کریں جب سے میں ایم پی اے بنا ہوں جتنے بھی ڈی جی آئے ہیں انہوں نے دن رات بہت کام کیا ہے اسی وجہ سے آج آپ کو لاہور کے اندر ایک خوبصورتی نظر آتی

ہے۔ میرے کچھ دوستوں نے قبضہ گروپوں کی بات کی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ منصوبہ جات کی تفصیل سات نمبر پر ہے تو میرے حلقے میں نشاط پارک کی سو کنال کی جگہ تھی حالانکہ یہ پی ایچ اے کی domain میں نہیں آتی تھی اس پر قبضہ تھا جس پر میں نے وہ قبضہ بھی چھڑوایا اور آج اگر کوئی دوست نشاط کالونی میں جا کر دیکھے تو وہ خوبصورت پارک ایک غریب آبادی میں بنا ہے۔ وہاں مریم کالونی ہے، نشاط کالونی ہے، وہاں Christian رہتے ہیں اور وہاں ہمارے غریب مسلمان بہن بھائی رہتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے پاس گھر سے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں تھی لیکن آج ان کے لئے ایک خوبصورت پارک بنا ہوا ہے۔ اسی طرح فاروق کالونی، چونگی امر سدھو، خواجہ رفیق شہید کالج اور حضرت رابعہ بصری ڈگری کالج سمیت جتنی بھی جگہ تھی یہ گورنمنٹ کی تھی جن پر قبضے ہوئے تھے اور یہ ساری land ہم نے خالی کروا کے وہاں خوبصورت بلڈنگ، کالج، پارکس اور سکول بنائے ہیں حالانکہ یہ ان کی domain میں نہیں آتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میں خادم پنجاب اور ڈی جی پی ایچ اے کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ جس انداز سے کام کرتے رہے ہیں اسی طرح کرتے رہیں گے تو انشاءاللہ لاہور بہت خوبصورت ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: سوہل صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر ماحولیاتی آلودگی کے متعلق جو reports پیش ہوئی تھیں ان کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی جن میں انہوں نے جو percentage بتائی تھی وہ بہت ہی خوفناک تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی نے محنت کی ہے جس پر ہم ان کو appreciate بھی کرتے ہیں لیکن جس طرح میرے دوسرے بھائیوں نے بھی کہا کہ بظاہر وہ سڑکیں جن پر ہمارے حکمرانوں کا گزر ہوتا ہے ان کو سجا دیا جائے یہ کافی نہیں ہے بلکہ ہمارے بے چارے غریب لوگ ایسی آبادیوں میں رہتے ہیں جہاں پر سانس لینے کی بھی جگہ نہیں ہے اور تین تین منزلہ عمارتیں بنی ہوئی ہیں تو اصل میں ہمیں وہاں پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کا تعلق ہیلتھ سے بہت زیادہ ہے اور اگر ہم اس کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہاں پر 2012 میں ایک رپورٹ اسمبلی میں پیش ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ کروڑوں روپے کے پودے لئے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کے پاس اتنی بڑی land ہے تو انہیں جو کروڑوں روپے کے پودے لینے

پڑے، کیا یہ خود سے وہ پودے نہیں اگا سکتے تھے بلکہ یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ اس میں بہت زیادہ خسارہ بھی ہوا تھا؟ اس کے علاوہ میں ایک اہم بات یہ بتاؤں گی کہ ہماری families پارکوں میں جاتی ہیں تو انہیں تحفظ کے حوالے سے بھی کافی reservations ہیں کیونکہ جب وہاں پر families جاتی ہیں تو انہیں سکیورٹی کے مسائل بھی سامنے آتے ہیں۔ اگر اچھی families پارکوں میں سیر و تفریح کے لئے جانا بھی چاہیں تو اس وجہ سے نہیں جا سکتیں کیونکہ سکیورٹی point of view سے وہاں پر proper انتظامات نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر لوگوں کو اس طرح کے مسائل پیش آتے ہیں۔ میں خصوصاً خواتین کے حوالے سے کہوں گی کہ وہ پارکوں میں محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے اکیلی نہیں جا سکتیں اور پارکوں کا فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔ میں مزید یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گی کہ 17,18 کلومیٹر روڈ جس کی گرین بیلٹ میٹرو بس کی وجہ سے ختم کر دی گئی ہے اور بہت سے لوگوں کی گرین بیلٹ کی سہولت ختم ہو گئی ہے۔ جیسے ہیلتھ میں ہوتا ہے کہ آپ کوئی ایسی دوائی دے رہے ہیں جس کا ایک طرف فائدہ ہو رہا ہوتا ہے تو دوسری طرف نقصان ہو رہا ہوتا ہے لہذا ہمیں ایسے منصوبے لے کر آنے چاہئیں جن سے باقی چیزوں میں ہمیں نقصان نہ ہو۔ جو گرین بیلٹ ختم کی گئی تھی تو اس حوالے سے ہمیں سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے چاہئیں تھے۔ چونکہ نماز جمعہ کی وجہ سے وقت کم ہے تو میں آخر میں یہی کہوں گی کہ لاہور کی بڑی سڑکوں پر اور صرف لاہور میں ہی محنت کرنے کی کوشش کی گئی ہے لہذا اس کو صرف لاہور تک محدود نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے پورے پنجاب میں پھیلانا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کو wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! آج کی اس بحث میں دس معزز ممبران نے حصہ لیا جن میں سے نو ممبران نے پی ایچ اے کو appreciate کیا اور میں بھی ڈی جی، پی ایچ اے اور سیکرٹری صاحب کو appreciate کرتا ہوں۔ دسویں اور سینئر ممبر سے ہمیں گلہ بھی ہے جبکہ ان کی suggestions پر میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس اب آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! ابھی ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے کہا کہ پی ایچ اے ہر شہر میں ہو تو پی ایچ اے ہر ڈویژن ہیڈ کوارٹر پر موجود ہے اور وہاں ان کا اپنا بجٹ ہے۔ باقی کم ترقی یافتہ علاقوں یعنی تاج پورہ سکیم، گجر پورہ،

چائنا سکیم، شاہدرہ، ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن وغیرہ میں نئے پارک اور گرین بیلٹس بنائی گئی ہیں۔ لاہور کی ثقافت جشن بہاراں کے دوران بھرپور طور پر اجاگر کی جاتی ہے جس کے لئے جیلانی پارک کا انتخاب location کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ گل داؤدی کی نمائش باغ جناح میں لگائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے روایتی درخت بھی ہیں جبکہ نئے درخت جو لگ رہے ہیں ان میں پھل دار اور پھول دار درخت شامل ہیں۔ احسن ریاض فتیانہ صاحب نے بات کی تھی تو ذاتی ذرائع سے مراد وہ income ہے جو پی ایچ اے آؤٹ ڈور advertisement سے حاصل کرتا ہے۔ جو بجٹ خرچ نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ سیٹیں خالی تھیں اور کچھ سٹاف ریٹائر ہو گیا تھا۔ جو تجاویز آئی ہیں وہ ہم نے note کی ہیں کیونکہ یہاں پر ہمارے سیکرٹری صاحب اور ڈی جی، پی ایچ اے بھی بیٹھے ہوئے ہیں لہذا میں بھی ڈی جی، پی ایچ اے اور سیکرٹری صاحب کو appreciate کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے یہاں پر ڈی جی کا لفظ استعمال کیا ہے تو یہ ان سب کی ذمہ داری ہے جو ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ یہاں پر گورنمنٹ کا لفظ استعمال کریں کہ گورنمنٹ کی اس میں کاوشیں ہیں لہذا آپ اس کی تصحیح کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ کہہ دیں کہ اس میں گورنمنٹ کی کارکردگی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب سجاد حیدر گجر): جناب سپیکر! چونکہ ڈی جی بھی گورنمنٹ کے ہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ civil servant ہیں۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 15۔ دسمبر 2014 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔